Digitized by Khilafat Library Rabwah

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

چندہ سالانہ ہندوستان میں تین روپے بیرون ہندوستان سے ساڑھے تین روپے

معاونین طلباء اور غرباء اصحاب سے اڈھائی روپے

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

ریویو آف ریلیجنز اُردو رسالہ

ایڈیٹر ۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۲۷ | دسمبر سنہ ۱۹۲۸ء ۔ جمادی الثانیہ سنہ ۱۳۴۷ھ | نمبر ۱۲

فہرست مضامین

مسئلہ نبوت و رسالت (بحث کفر و اسلام)	۴۴۱ / ۴۶۳	علامہ محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل) پروفیسر جامعہ احمدیہ
سؤر کا گوشت اسلام میں کیوں حرام ہے	۴۶۴ / ۴۷۲	ماخوذ
جوالاجی کی جوت ۔ قضیہ کا علمی فیصلہ		
حزب اللہ	۴۷۳ / ۴۸۰	ایڈیٹر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپکر قادیان سے شائع کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب

احباب کرام! وہ مبارک ایام آگئے جب آپ قادیان کی محترم زمین کو ہجوم خلق سے ارض حرم بنتے دیکھینگے۔ اپنے اپنے گھروں سے روانہ ہونے سے پہلے آپ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے (کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ارزو مبارک تھی ریویو آف ریلیجنز کم از کم دس ہزار شائع ہو۔ اور یہ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے اسکی خاطر اپنا رسالہ تشحیذ الاذہان بھی اسی میں ملا دیا) یہ دیکھیں

۱۔ کہ آپ نے اپنے پیشوا کی آرزو پورا کرنے میں کہاں تک حصّہ کیا ہے؟

۲۔ آیا آپ رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے خریدار ہیں۔ اگر نہیں تو آپ کا فرض احمدیت ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے اسکے خریدار بن جائیں۔ اور دفتر میں آکر اپنا نام خریداروں میں درج کرا دیں۔

۳۔ اگر آپ پہلے سے خریدار ہیں تو پھر یہ بتائیے کہ آپ نے اب تک ریویو کے لئے کتنے خریدار پیدا کیئے۔ اور کتنے خریدار اس سالانہ جلسہ پر لا رہے ہیں۔ اگر ابھی تک اس فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی ہوئی تو خدا کا نام لیکر اٹھئے۔ اور اپنے حلقۂ اثر میں کوشش کرکے جتنے بھی خریدار ہو سکیں انکے نام آکر دفتر میں لکھا دیجئے۔

اگر آپ خود تشریف نہیں لا سکتے۔ تو کسی معتبر کے ہاتھ وہ اسماء اور اپنا نام اور قیمت سالانہ اپنی اور ان خریداروں کی بھجوا دیجئے۔ رسالہ ریویو نہایت پابندی وقت کے ساتھ مقررہ حجم پر مفید ملت ٹھوس علمی مضامین شائع کرتا ہے۔ اور یہ نہ صرف آپکی ازدیاد معلومات کا باعث ہے بلکہ مناظرات اور تبلیغی مکالمات میں بہت کام آنیوالی چیز ہے۔

جو احباب پہلے سے خریدار ہیں انکے ذمّے اگر سنہ ۱۹۲۸ء کا چندہ ہے تو جلسہ سالانہ پر ادا فرمائیں۔ اور اگر چندہ دے چکے ہیں تو پھر سنہ ۱۹۲۹ء کا پیشگی چندہ بعض خوش معاملہ خریداروں کی طرح جمع کرا دیں تاکہ تمام سال آرام سے گھر بیٹھے رسالہ وصول کرتے رہیں اس طرح پر ذرا سی توجہ سے ہمارا بہت سا کام گھٹ جائیگا اور دس بارہ [۱۲] آنے جو دفتر کے فنڈ سے علاوہ محنت و وقت کے ضائع ہوتے ہیں اس سے ہم بھی محفوظ رہینگے اور آپکو بھی تکلیف نہ ہوگی۔

امید ہے کہ یہ میری اپیل بہرے کانوں پر نہیں پڑیگی اور محبت و اخلاص سے سنی جائیگی ایدکم اللہ بتائیدہ

اکمل۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مسئلہ نبوّت و رسالت
تمام مسائلِ اختلافیہ کے حل کی کلید ہے

اس میں شک نہیں کہ اسوقت سلسلہ احمدیہ کے نام لیوا دو گروہوں میں جن میں سے ایک گروہ حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو اپنا "پیشرو" اور "واجب الاطاعت لیڈر" اور "حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا خلیفہ ثانی یقین کرتا ہے۔ جس کا مرکز مطابق رسالہ الوصیّت قادیان ہے۔ اور دوسرا گروہ کسی شخص کو اپنا پیشرو اور واجب الاطاعت لیڈر نہیں مانتا بلکہ اس کا تعلق اسکی اپنی قائم کردہ ایک انجمن کے ساتھ ہے جس کا نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے اور جسکے پریسیڈنٹ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں۔ کئی مسائل میں اختلاف ہے۔ مثلاً مسئلہ نبوّت۔ کفر و اسلام۔ خلافت۔ فضیلت برحضرت مسیحؑ۔ ولادت مسیحؑ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے فیصلوں کی حیثیت۔ آپؑ کی وحی و الہامات کی حیثیت۔ غیر احمدی امام کی اقتدا میں نماز۔ غیر احمدی کا جنازہ۔ آیت اِسْمُہٗ اَحْمَدُ کا مصداق۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ تمام اختلافات یکے بعد دیگرے رونما ہوئے ہیں۔ جن میں سے سب سے اوّل مسئلہ خلافت کے متعلق اختلاف پیدا ہوا۔ لیکن اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ ان تمام اختلافات کا مرکزی نقطہ مسئلہ نبوّت کے متعلق اختلاف ہے اور باقی تمام امور اختلافیہ اسی مسئلہ نبوّت و رسالت کی فروع اور شاخیں ہیں۔ چنانچہ مسئلہ کفر و اسلام کو اس مسئلہ کی فرع قرار دیتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

(۱) آپکی دعوۃ سے بکلی بیخبر شخص کے حکم کفر اور مواخذہ کی نسبت مرتد ڈاکٹر کا آپؑ پر الزام

"ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجّال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ فقرہ ۱۲ میں ایسے ممالک کے باشندوں کو جہاں ابھی تک دعوت اسلام نہیں پہنچی حکم میں نابالغ بچوں اور مجنونوں کے ساتھ شریک قرار دیا گیا ہے اور ان ہر سہ اقسام کے بیخبروں کو متحد الحکم ٹھیرایا گیا ہے اور اس طرح سے گویا شواہد کے ساتھ مدلل طور پر بتایا گیا ہے کہ جس طرح کفار کے نابالغ بچے اور انکے مجانین حکماً کفار میں شمار کیئے جاتے ہیں ورنہ وہ نہ عنداللہ کافر ہوتے ہیں اور نہ عندالشرع ان معنوں میں کافر ہوتے ہیں کہ انہوں نے رسول کی دعوت کو رد کر دیا۔ ٹھیک اسی طرح ایسے ممالک کے باشندے جہاں رسول کی دعوت ہنوز نہیں پہنچی وہ نہ تو عنداللہ اس رسول پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر ہیں اور نہ عندالشرع۔ نہ ان معنوں میں کافر ہیں کہ انہوں نے اس رسول کی دعوت کو رد کیا بلکہ شریعت کے رو سے محض حکماً وہ اس قوم کے منکر رسول افراد میں محسوب ہونگے جس قوم کی طرف وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نہیں پہنچی اور وہ عیسائی ہیں تو حکماً وہ بھی دوسرے عیسائیوں میں شمار ہونگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں نہ کہ مسلمانوں میں۔ اسی طرح مسیح موعودؑ کی دعوت سے کلّی بیخبر لوگ بھی آپؑ کے منکروں میں شمار ہونگے نہ کہ آپؑ کے ماننے والوں میں۔ وہ جو آپ کی دعوت سے بیخبر لوگ بھی ٹھیک اسی طرح حکماً کافر ہونگے جس طرح کہ ایک رسول کی قوم کے بے خبر لوگ محض حکماً کافر قرار دیئے جاتے ہیں۔

کلّی بیخبر کن معنوں میں کافر نہیں ہے

اس تقریر پر یہ شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ اس حوالہ کے فقرہ ۲ میں مرتد ڈاکٹر کا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو الزام مذکور ہے اس میں دو باتوں کا ذکر ہے اوّل یہ کہ اگر کوئی شخص آپ کے نام سے بھی بیخبر ہوگا اور ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک ابھی دعوت نہیں پہنچی تو وہ آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کافر ہو جائیگا۔ دوم یہ کہ ایسا شخص آپ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے دوزخ میں پڑے گا۔ اور فقرہ ۲ میں ان دونوں باتوں کا جواب حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ دیا ہے کہ وہ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ مَیں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا ...... یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص کلّی نام سے بھی بیخبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے"۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت سے کلّی بے خبر لوگ کافر نہیں ؛

سو اس کا جواب یہ ہے کہ جن معنوں میں اوپر کی بحث کی رُو سے حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے مطابق کلّی بیخبر لوگ کافر ہیں وہ ایسا کفر نہیں جسکے ساتھ مواخذہ کا اور دوزخ میں پڑنے کا تعلق ہوتا ہے نہ ہی اُن معنوں میں کفر مراد ہے جو ایک منکر پر اور کسی رسول کی دعوت کو رد کرنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں حکمی کفر مراد ہے جو کفار کے نابالغ بچوں اور انکے مجنونوں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی شریعت کی رُو سے عائد ہوتا ہے حالانکہ وہ عنداللہ کسی مواخذہ کے نیچے نہیں ہوتے۔ چنانچہ اوپر بحوالہ فقرہ ۱۴ لکھ کر بتایا جا چکا ہے کہ ایسے لوگ نابالغ بچوں اور مجنونوں کے حکم میں ہیں اور عنداللہ معذور ہیں۔ اور مطابق آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ناقابلِ مواخذہ ہیں۔ اور بالمقابل مرتد ڈاکٹر کے الزام میں ایسے کفر پر بحث ہے جسکا قطعی نتیجہ دوزخ میں پڑنا ہوتا ہے جیسا کہ اس الزام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "وہ کافر ہو جائیگا اور جہنم میں پڑیگا" اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان دونوں باتوں کو دو الزام نہیں بلکہ ایک ہی الزام قرار دیا ہے اور اسکے جواب میں فرمایا ہے کہ "یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اسپر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جسمیں یہ لکھا ہے یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اس کی عادت ہے یہ افتراء میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی" اور اسی بناء پر حضور نے اس الزام کے غلط اور باطل ہونے کا بدیہی ثبوت یہ دیا ہے کہ "یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلّی نام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے"

اب یہ بات روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرتد ڈاکٹر کے مذکورہ بالا الزام کے دونوں پہلوؤں کا جن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسا شخص کافر ہو جائیگا۔ یہ جواب دیا ہے کہ "جو شخص بکلّی نام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے" اور یہ بات بھی بالکل بیّن اور آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہے کہ اس الزام کا یہ جواب اسی صورت میں درست اور مطابق سوال ہو سکتا ہے کہ کافر سے مراد ان معنوں میں کافر ہو کہ جسپر اسکے کفر کی وجہ سے مواخذہ عائد ہوتا ہے۔ پس اس فقرہ میں بکلّی بیخبر شخص سے جس کفر کی نفی کی گئی ہے وہ ان معنوں کی رُو سے کفر نہیں جن معنوں میں نابالغ بچوں اور مجانین کو بھی کافر کہا جاتا ہے بلکہ ایسا کفر مراد ہے جسکو مواخذہ لازم ہے۔ اور چونکہ اس الزام میں ایسا کفر مراد ہی نہیں جو محض حکمی کفر ہو اور جسپر مواخذہ نہ ہو سکتا ہو بلکہ اس میں اصل نقطۂ نظر ایمان نہ لانے کی بابت مواخذہ الٰہی ہے اسلئے حضور ؑ نے اپنے جواب کی بناء اوّل سے آخر تک اتمام حجّت اور حکم مواخذہ پر ہی رکھی ہے۔ چنانچہ اوّلاً حضور ؑ نے اپنی دعوت سے بکلّی بیخبر شخص کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ "جو شخص بکلّی نام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے" اور ثانیاً ایسے لوگوں کے متعلق جو آپ ؑ پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے قابل مواخذہ ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فرمایا ہے کہ "جس شخص پر میرے مسیح موعودؑ ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حُجّت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہو گا" اور ثالثاً ایسے لوگوں کے متعلق جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے قابلِ مواخذہ ہیں فرمایا ہے کہ "ایسا ہی میرا عقیدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپؐ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اس پر اتمام حُجّت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنّم کا سزاوار ہو گا" اور رابعاً یہ بیان فرمایا ہے کہ کسی رسول کی دعوت کو ردّ کرنے والے اور اسکے منکر پر خدا تعالیٰ کے نزدیک جس حد تک اتمام حُجّت ہُوا ہو گا اسکے مطابق وہ اسی درجہ کا کافر اور قابل مواخذہ بھی ہو گا۔ جسکے رُو سے کہا جا سکتا ہے کہ جس منکر اور دعوت رسول کو ردّ کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک قطعاً اتمام حُجّت نہیں ہُوا ہو گا وہ خواہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کا منکر ہو گا یا حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا انکار کرنے والا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر اور قابل مواخذہ نہیں ہو گا۔ (فقرہ ۱۱ کے الفاظ "اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حُجّت نہیں ہُوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے..... وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَہَا قابل مواخذہ نہیں ہو گا" میں بھی اس مُدّعا کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے) اور اسکے بعد اتمام حُجّت اور مواخذہ کے متعلّق حضورؑ نے اسی سوال کے جواب میں بالتفصیل بحث فرمائی ہے اور آخر میں یہ بتایا ہے کہ اس مسئلہ کا سارا دارومدار اتمام حُجّت پر ہے۔ پس اگر ایک شخص پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حُجّت نہیں ہُوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو ایسا شخص باوجود اپنے ظاہری انکار اور تکذیب کے بیخبر کی طرح ہی ہے (جیسا کہ فقرہ ۱۳ سے ظاہر ہے)۔ اور اگر بکلّی بیخبر شخص عند اللہ معذور اور ناقابل مواخذہ ہے تو اسکی وجہ بھی عدم اتمام حُجّت ہی ہے۔ کیونکہ مواخذہ الٰہی اتمام حُجّت عند اللہ پر موقوف ہے، نہ کہ ظاہری انکار و تکذیب پر۔

اور اگر یہ سوال ہو کہ کفر (زیر بحث) کی جامع مانع تعریف کیا ہے جسکے رُو سے یہ بات بہ آسانی دریافت ہو سکے کہ آیا بکلّی بیخبر شخص اس تعریف کے نیچے آتا ہے یا نہیں۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ کفر کی ایک تعریف تو وہ ہے جو حکم مواخذہ الٰہی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہے۔ اور ایک تعریف وہ ہے جسکا مواخذہ یا عدم مواخذہ کے ساتھ قطعاً کوئی تعلّق نہیں۔ بلکہ اس کا تعلّق اس خاص جہالت کے ساتھ ہے جس کا نام قرآن کریم کی آیت وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ میں ضلال رکھا گیا ہے اور حدیث لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَیَّا وغیرہ میں اسے ارتفاع ایمان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جو ایسے منکر میں بھی پایا جا سکتا ہے جس کو دعوت پہنچ چکی ہے اور اس نے تکذیب اور انکار کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساتھ اسکو ذکر کردیا ہے مگر عند اللہ وہ آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا کے رو سے معذور ہے اور ایسے نہ ماننے والوں میں بھی جنہیں بظاہر بھی دعوت نہیں پہنچی۔ ہاں جو لوگ جَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَا اَنْفُسُھُمْ کا مصداق ہوں وہ اس سے باہر ہونگے اور یہ دونوں تعریفیں اپنی اپنی جگہ پر بالکل صحیح اور درست ہیں۔ چنانچہ ان میں سے مقدم الذکر معنی کفر کی تشریح کرتے ہوئے اسی زیر بحث عبارت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کرسکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو لوگ اسقدر فہم اور علم نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی انکے فہم کے مطابق حُجّت پوری ہوچکی ہے ان سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم" جس میں خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حُجّت کے اختلاف مدارج کی طرف اشارہ کرکے ایک تو حضور نے یہ بتایا ہے کہ اس اختلاف کے مطابق کفر کے مدارج بھی مختلف ہونگے۔ پس جس منکر پر خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی درجہ کا اتمام حُجّت ہوچکا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس درجہ کا کافر ہے اور جس منکر پر خدا تعالیٰ کے نزدیک اتمام حُجّت نہیں ہوا وہ عند اللہ کافر بھی نہیں۔ اور دوسرے یہ بیان فرمایا ہے کہ اسی اختلاف مدارج اتمام حُجّت کے مطابق مواخذہ الٰہی کے مراتب اور مدارج بھی مختلف ہیں۔ پس جسپر جس حد تک عند اللہ اتمام حُجّت ہوچکا ہے وہ اسی حد تک قابل مواخذہ بھی ہوگا اور اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اسپر اتمام حُجّت نہیں ہوا تو اسپر مواخذہ بھی نہیں ہوگا۔ تیسری بات اس میں یہ ظاہر فرمائی ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک کسی شخص کا کافر ہونا اور خدا تعالیٰ کے نزدیک اسکا انکارِ رسول کی بابت قابل مواخذہ ہونا یہ دونوں باتیں لازم و ملزوم ہیں۔ چنانچہ اسی بنا پر حضور نے مذکورہ بالا فقرہ (۶) کے پہلے حصہ میں کُفر کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے اور مواخذہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور اسکے دوسرے حصہ میں مواخذہ کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے اور کُفر کے ذکر کی ضرورت نہیں سمجھی۔ کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے ذکر میں دوسرے کا ذکر گویا خود بخود آجاتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ مرتد ڈاکٹر کے الزام کے مذکورہ بالا دونوں حصوں کے جواب میں حضور نے صرف مواخذہ کی نفی کردینا کافی سمجھا اور فرمایا "جو شخص بکلّی تام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہوسکتا ہے" کیونکہ اس کُفر سے مراد ایسا کُفر ہے جسکو مواخذہ لازم ہے۔

اور موخر الذکر معنی کفر والے کافروں کی دو قسمیں ہیں جیسا کہ اجمالاً اوپر بھی بیان ہوچکا ہے۔ ایک وہ جن کو دعوت پہنچی ہو اور انہوں نے اسکو نہ مانا ہو۔ اور دوسرے وہ جنکو دعوت ہی نہ پہنچی ہو۔ ان میں سے پہلی قسم کا حکم بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ "چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو

۶۷۸۳۱

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مومن نہیں کہہ سکتے ..... اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے" (فقرہ ۸)

"اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بناء ظاہر پر ہے) اسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلّف اللّٰہ نفسًا الّا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا" (فقرہ ۱۱) اور دوسری قسم کے لوگوں کے حکم کی طرف حضورؑ نے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ "جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا" (فقرہ ۱۴) جس میں پھر بداہت عقل پر ہی مدار رکھ کر اسکی تفصیل کی حضورؑ نے ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ کیونکہ اس بات سے کوئی موٹی سے موٹی عقل کا آدمی بھی بیخبر نہیں کہ ایک ہندو کا نابالغ بچہ ہندوؤں میں ہی محسوب ہوگا نہ مسلمانوں میں۔ جیسا کہ ایک مسلمان کا بچہ مسلمانوں میں ہی شمار ہوگا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں بھی ہے کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یُھوِّدانہ او یُنصّرانہ او یُمجّسانہ۔ جس میں دوسرے جملہ کا پہلے جملہ پر حرف فاء کے ساتھ عطف کیا گیا ہے۔ جسکے یہ معنی ہیں کہ اگرچہ ہر بچہ فطری حالت پر پیدا ہوتا ہے مگر جو نہی کہ وہ پیدا ہوتا ہے اپنے ماں باپ کے یہودی یا عیسائی یا مجوسی ہونے کی وجہ سے وہ بھی یہودی یا عیسائی یا مجوسی قرار دیدیا جاتا ہے۔ جسکا باعث اس کا خود کسی مذہب کو ردّ کرنا اور کسی کو اختیار کرنا نہیں ہوتا بلکہ اسکے والدین کا مذہب اسکے اس حکم کا موجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ کفر مسئلہ رسالت و نبوّت کی ایک فرع ہے۔

حقیقۃ الوحی کی اس زیر بحث عبارت سے ظاہر ہے کہ جس کفر کی اس حوالہ میں بحث ہے وہ اصولِ ایمان (ایمان۱ باللہ۔ ایمان۲ بالملائکہ۔ ایمان۳ بالکتب۔ ایمان۴ بالرسل۔ اور ایمان۵ بالیوم الآخر) میں سے اصل چہارم یعنی ایمان بالرسل کے مقابل پر ہے۔ جس سے مراد کسی رسول کا انکار ہے۔ چنانچہ

(۱) اسکے فقرہ ۵ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کے کفر کی بنا آپکی رسالت کے انکار کو قرار دیتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ "خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اسپر اتمام حجت ہو چکا ہے"

(۲) اور فقرہ ۱۰ میں اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین پر خدا تعالیٰ کی حجت کے پورا ہونے کے اختلافِ مدارج کی بنا پر انکے کفر اور نیز مواخذہ کے اختلافِ مدارج کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو لوگ اسقدر فہم اور علم نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی انکے فہم کے مطابق حجت پوری ہو چکی ہے ان سے بھی رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔“

(۳) اور فقرہ ۹ میں فرماتے ہیں۔ ”اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔“ [1]

مسیح موعود کہنے اور رسول کہنے میں کوئی فرق نہیں

اس موخر الذکر فقرہ میں۔ اور نیز فقرہ ۲ کے الفاظ ”جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے“ میں لفظ رسول کی بجائے لفظ مسیح موعود رکھنے کی بناء جس بات پر ہے اسکا اظہار اسی کتاب حقیقۃ الوحی میں کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ ”اس وقت ایک رسول کا آنا ضروری ہے۔ جیساکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ یعنی ہم کسی قوم پر عذاب نہیں بھیجتے جب تک عذاب سے پہلے رسول نہ بھیج دیں۔ پھر جس حالت میں چھوٹے چھوٹے عذابوں کے وقت میں رسول آئے ہیں۔ جیساکہ زمانہ کے گذشتہ واقعات سے ثابت ہے تو پھر کیونکر ممکن ہے کہ اس عظیم الشان عذاب کے وقت میں جو آخری زمانہ کا عذاب ہے، اور تمام عالم پر محیط ہونے والا ہے۔ جسکی نسبت تمام نبیوں نے پیشگوئی کی تھی خدا کی طرف سے رسول ظاہر نہ ہو۔ اس سے تو صریح تکذیب کلام اللہ کی لازم آتی ہے۔ پس وہی رسول مسیح موعود ہے۔ کیونکہ جبکہ اصل موجب ان عذابوں کا عیسائیت کا فتنہ ہے جس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا تو ضرور تھا کہ اس فتنہ کے مناسب حال اور اسکے فرو کرنے کی غرض سے رسول ظاہر ہو۔ سو اسی رسول کو دوسرے پیرایہ میں مسیح موعود کہتے ہیں ...... اور ظاہر ہے کہ یہ امور بھی یورپ میں کمال تک پہنچ گئے ہیں جو بالطبع عذاب کے مقتضی ہیں۔ اور عذاب رسول کے وجود کا مقتضی ہے۔ اور وہی رسول مسیح موعود ہے ...... اسی طرح قرآن شریف میں یہ بھی پیشگوئی ہے کہ وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یعنی کوئی ایسی بستی نہیں جس کو ہم قیامت سے پہلے ہلاک نہ کرینگے یا اس پر شدید عذاب نازل نہ کرینگے۔ یعنی آخری زمانہ میں ایک سخت عذاب نازل ہوگا۔ اور دوسری طرف یہ فرمایا وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولا۔ پس اس سے بھی آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہی مسیح موعود ہے۔“ (تتمہ حقیقۃ الوحی۔ صفحہ ۶۴ و ۶۵)

لفظ مسیح موعود کی تشریح لفظ خدا کے فرستادہ کے ساتھ

غرض مسیح موعود کا لفظ رسول کے لفظ کا ہی قائم مقام ہے۔ اور اسمیں رسول کا مفہوم پورے طور پر آجاتا ہے۔ اور فقرہ ۲ میں تو حضور نے اسکی تفسیر اور تشریح بھی ساتھ ہی فرما دی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں ”پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں

[1] حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے والوں کے کفر اور مواخذہ کی بحث میں رسول اور رسالت وغیرہ کے الفاظ کو سند کے طور پر قریباً دس بارہ بار دُہرایا ہے۔ (خاکسار مرتب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کے نزدیک اتمام حُجّت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو" جس میں اپنے منصب کا نام ایک بار مسیح موعود بتایا ہے اور دوسری بار خدا کا فرستادہ۔ (دینی اور مذہبی تحریرات میں جن کی بناء شرعی اصول اور شرعی اصطلاحات پر ہو کسی مذہبی اصطلاحی لفظ کی بجائے کسی دوسری زبان کے ایسے لفظ کو استعمال کر لینا جو اس اصطلاحی لفظ کا مرادف ہو بہت کثرت سے پایا جاتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاحات عموماً عین اصل لغوی معنی کے مطابق ہُوا کرتی ہیں۔ تاکہ کسی نئے اور اوپرے معنی کی وجہ سے یا اختلاف معانی کے باعث لوگوں کو انکے سمجھنے میں کوئی ٹھوکر نہ پیش آئے۔ اور اسی استعمال ترادف کی ایک مثال یہ بھی ہے)

جو حکم باقی انبیاءؑ کے انکار کا ہے وہی حکم آپؑ کے انکار کا ہے	اس حوالہ میں اس بات کو بھی بہت اچھی طرح سے واضح کیا گیا ہے کہ جو حکم باقی انبیاءؑ کے انکار کا ہے وہی اور ٹھیک وہی حکم آپؑ کے

انکار کا ہے۔ چنانچہ

(۱) سب سے پہلے تو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا اور اپنے انکار کا ایک ہی حکم قرار دیتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں کہ "جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہوگا...... ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے" (فقرہ ۳ و ۵) اور نیز فرماتے ہیں:۔

(۲) "اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا" (فقرہ ۱۱)

(۳) اور اپنے انکار اور باقی انبیاءؑ کے انکار کا ایک ہی حکم ہونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "دوسرے یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا" (فقرہ ۹) جسکی تشریح فقرہ ۱۱ میں یوں فرماتے ہیں کہ "جس پر خدا کے نزدیک...... دوسری قسم کفر کی نسبت...... اتمام حُجّت نہیں ہُوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے...... اسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے...... مگر پھر بھی وہ...... قابلِ مواخذہ نہیں ہوگا" جس میں صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ اس لفظ مثلاً والی تمثیل کا تعلق زمرۂ انبیاءؑ کو ماننے کے ساتھ ہے جن کی تکذیب اور انکار کیا جاتا ہے۔ نہ اُن عملی امور اور احکام شرعیہ کے ترک کے ساتھ جن پر عمل کرنے میں غفلت یا کوتاہی کرنے والے اور عمل پیرا نہ ہونے والے کو ان امور کا تارک کہا جاتا ہے، نہ کہ انکا مکذّب اور منکر۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی ایسے حکم شرعی کا جو قطعی اور یقینی طور پر ارکانِ اسلام میں سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو نہ صرف تارک ہو بلکہ اس کا سرے سے منکر ہو تو ایسا شخص بھی اس دوسری قسم کفر میں داخل ہوگا۔ لیکن جو شخص مسلمان کہلانے اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں داخل قرار دینے کے باوجود کسی ایسے نبی اور رسول کا منکر اور مکذّب ہو جسکی تصدیق خود قرآن کریم کرتا ہو جیسے مثلاً حضرت مسیح موعودؑ یا حضرت عیسیٰؑ یا حضرت موسیٰؑ علیہم السّلام۔ تو ایسا شخص اس دوسری قسم کفر میں سب سے پہلے شمار ہوگا۔ غرض یہ مثلاً کا لفظ بھی صاف طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے زمرۂ انبیاءؑ میں سے ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

(۴) پھر حضورؑ اپنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور باقی تمام انبیاءؑ کے متعلق یعنی کل زمرۂ انبیاءؑ کے متعلق قاعدہ کلیہ کے طور پر فرماتے ہیں کہ "جو لوگ ..... بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو اسقدر فہم اور علم نہیں رکھتے ..... ان سے بھی رسول کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔" (فقرہ ع۶)

(۵) "اور چونکہ ...... ہر ایک رسول کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حجّت لوگوں پر پوری کرے ..... اس لئے جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حجّت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمہ وار آپ ہے۔" (فقرہ ع۱۲)

(۶) "ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسول کو بھیجا اسکی اس میں کسرِ شان ہے۔ اور نیز تخلّفِ وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اس نے وعدہ بھی کیا ہے کہ میں اپنی حجّت پوری کرونگا پھر بھی وہ مکذّبین پر اپنی حجّت پوری نہیں کر سکا۔ اور انہوں نے اسکے رسول کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے۔" (ایضاً)

(۷) "خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اسپر کوئی گرفت نہ ہو۔" (فقرہ ع۱۳)

یہ حکم کفر شریعت کی رُو سے ہے۔ نہ کہ لوگوں کی کسی فرضی اصطلاح وغیرہ کی بناء پر

نیز اس حوالہ میں حضورؑ نے اس بات کو بھی کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ اس کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو محض لغوی معنوں تک محدود ہوتا ہے یا فقہاء وغیرہ کی اختراع کردہ اصطلاحات کے ماتحت ہوتا ہے۔ بلکہ اس سے مراد شریعت کی رُو سے کفر ہے۔ چنانچہ اسکے فقرہ ع۸ میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ "چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔" اور فقرہ ع۱۱ میں فرماتے ہیں کہ "اس میں شک نہیں کہ جسپر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمامِ حجّت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجّت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک [illegible] مواخذہ نہیں ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آنحضرت صلعم کو نہ ماننے والوں کا اور مسیح موعودؑ کو نہ ماننے والوں کا عند الشرع ایک ہی حکم ہے

اور اگر کوئی شخص اس حوالہ کے مضمون کو بگاڑ کر اسکی کوئی ایسی تاویل کرنی چاہیے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منکرین کے کفر کی نفی کرتی ہو تو اسے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین کے کفر کی بھی نفی کرنی پڑیگی۔ کیونکہ اس جگہ حضورؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منکرین اور اپنے منکرین کا از روئے شریعت ایک ہی حکم کفر بیان فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضور کے ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ "کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا..... اور اس میں شک نہیں کہ جس پر اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلّف اللہ نفسًا الّا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔"

کیا مسیح موعودؑ کا انکار فرعی کفر ہے

بعض لوگ قلّتِ تدبّر کی وجہ سے یا عمدًا تاویل باطل سے کام لیتے ہوئے اس شرعی حکم کفر کے متعلق یہ بھی کہدیتے ہیں کہ اس جگہ کفر کی دوسری قسم سے حضورؑ کی مراد فرعی کفر ہے جسکی تشریح کے لئے وہ علامہ ابن اثیر صاحب کتاب نہایہ (لغت) کے اس قول کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں کہ ۔۔۔ ۔۔ ۔۔ "الکفر صنفانِ۔ احدھما الکفر باصل الایمانِ۔ وھو ضدہ۔ والاٰخر الکفر بفرعٍ من فروع الاسلام۔ فلا یخرج بہ من اصل الایمان۔"

یعنی کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصل ایمان سے انکار۔ جو ایمان کی نقیض ہے۔ (یعنی وہ ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اسمیں اور ایمان میں تقابل تضاد پایا جاتا ہے) اور دوسری اسلام کی فروع میں سے کسی فرع کا انکار جسکی وجہ سے انسان اصل ایمان سے خارج نہیں ہوتا (بلکہ ان معنوں کی رو سے کافر ہونے کے باوجود وہ مومن بھی رہتا ہے۔ کیونکہ یہ قسم کفر ایمان کی ضد اور اسکے مقابل پر نہیں ہے)

لیکن اس تاویل باطل سے کام لینے والے لوگ یہ تاویل کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حوالہ کے ان الفاظ کو شائد بھلا بیٹھتے یا عمدًا نظر انداز کر دیتے ہیں کہ "چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے ...... کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔" (فقرہ ۸) "شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اسکا نام کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔" (فقرہ ۱۰) جس میں حضورؑ نے کھول کر بتا دیا ہے کہ اس کفر سے مراد کوئی ایسا کفر نہیں جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان کے ساتھ جمع ہو سکتا ہو۔ بلکہ اس سے مراد شریعت کی رُو سے کُفر ہے جو جس شخص میں پایا جاتا ہے وہ مومن نہیں کہلا سکتا۔ اور جو شخص مومن ہو اس میں یہ کفر کسی صورت میں بھی نہیں پایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ زیر بحث کفر جو کہ ازروئے شریعت کُفر ہے ایمان کے مقابل پر اور اسکی ضد ہے۔

اختلاف مدارج کفر و ایمان اور چیز ہے اور تداخلِ کفر و ایمان اور چیز۔

باقی رہا عند اللہ کفر کا اختلافِ مدارج سو اگرچہ اتمام حُجّت کے مدارج کے اختلاف کے مطابق عند اللہ اسکی بھی کئی مدارج ہیں۔ لیکن اگر اس عبارت پر غور کیا جائے تو ان معنوں کے رُو سے بھی کفر اور ایمان میں کوئی تداخل اور تصادق نہیں۔ بلکہ جو شخص اللہ تعالےٰ کے نزدیک کسی درجہ کا مومن ہے وہ خواہ عند اللہ ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا مومن ہو مگر وہ عند اللہ کافر نہیں۔ اور جو شخص عند اللہ کافر ہے وہ گو کمتر سے کمتر درجہ کا کافر ہو مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن نہیں جیسا کہ ان الفاظ کے عموم اور اطلاق سے ظاہر ہے کہ ”کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے“ غرض اختلافِ مدارج اور چیز ہے اور تداخل کفر و ایمان اور چیز۔

اور اگر قرآن کریم اور حدیث شریف کے نصوص کو دیکھا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ کفر عند الشرع میں بھی اختلافِ مدارج متحقق ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ مومن و مشرک کے متعلق تو یہ حکم ہوتا کہ لاھن حِلٌّ لکم ولاھم یحلون لھن اور اہل کتاب کے متعلق جو وہ بھی عند الشرع کافر ہیں یہ ارشاد ہوتا کہ والمحصنات من المومنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ اور اسی تفاوتِ کفر کی وجہ سے مشرکین کے ذبیحہ کا اور حکم ہے اور اہل کتاب کے ذبیحہ کا اور۔ اور اپنے اور بیگانے کو السلام علیکم کہنے کا جو ارشاد نبوی ہے اسکی بھی درحقیقت یہی اصل ہے۔ غرض اختلافِ مدارج تو اس کفر عند الشرع میں بھی پایا جاتا ہے مگر تداخل ہرگز نہیں پایا جاتا۔

کفر عند اللہ اور ایمان عند الشرع میں تداخل ممکن ہے۔

ہاں یہ بالکل ممکن ہے کہ ایک شخص شریعت کی رُو سے جسکی بنا ظاہر پر ہے مومن ہو مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک کافر ہو۔ اور اُس کا اظہار ایمان عمداً دھوکہ دہی کے طور پر ہو یا وہ خود اس معاملہ میں دھوکہ خوردہ ہو اور اپنے آپ کو فی الواقع مومن سمجھتا ہو مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ اصول ایمان میں سے کسی اصل کا منکر ہو (چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رب کاسیۃ فی الدنیا عاریۃ فی الاٰخرۃ)۔ جیسا کہ یہ ممکن ہے کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کے نزدیک سچا مومن ہو مگر وہ یکتم ایمانہ کے رنگ میں رہتا ہو۔ اور دنیا اس حقیقت سے بکلی بیخبر ہو کہ وہ رسول کی دعوت کو قبول کرنے والوں میں سے ہے۔ لیکن یہ تداخل زیر بحث تداخل سے کوئی لگاؤ نہیں رکھتا۔

ابن اثیر کا قول اور بحث کفر و ایمان

اس تحقیق سے ظاہر ہے کہ زیر بحث کفر کی کوئی قسم بھی ابن اثیر کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوۃ نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔

(۲) **جواب۔ بہ عدم تسلیم الزام** — یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ مَیں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے یہ افتراء میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلّی نام سے بھی بیخبر ہے اسپر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے؟۔

(۳) **مسیح موعودؑ پر ایمان نہ لانیکی بابت کس نہ ماننے والے پر مواخذہ ہوگا۔** — ہاں مَیں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ مَیں مسیح موعودؑ ہوں۔ اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کیئے ہیں پس جس شخص پر میرے مسیح موعودؑ ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجّت ہو چکا ہے اور میرے دعوٰی پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابلِ مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔

(۴) **میرا آنا آنحضرتؐ کی تائید کیلیئے ہے بلکہ میرا انکار خود آنحضرتؐ کی نافرمانی ہے** — اس گناہ کا دادخواہ مَیں نہیں ہوں بلکہ ایک ہی ہے جسکی تائید کے لئے مَیں بھیجا گیا۔ یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اُس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔

(۵) **آنحضرت صلعم پر ایمانؐ لانے کا مواخذہ آپکے کس نہ ماننے والے پر ہوگا۔** — ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوۃ پہنچ چکی ہے اور وہ آپؐ کی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجّت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنّم کا سزاوار ہوگا۔

(۶) **اتمام حجّت کے مدارج کا اختلاف۔ اور اسکے مطابق کفر عنداللہ اور مواخذہ کے مدارج کا اختلاف۔** — اور اتمام حجّت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اسلئے اتمام حجّت بھی صرف ایک ہی طرز سے نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں وہ اگر خدا کے رسول سے انکار کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان کردہ دوسری قسم کفر میں نہیں آسکتی۔ کیونکہ ابن اثیر والی تقسیم کی رُو سے جو دوسری قسم کفر ہے وہ ایمان کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اور زیرِ بحث کفر کی کوئی قسم بھی ایمان کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہاں البتہ زیرِ بحث کفر ابن اثیر کی بیان کردہ دو قسموں میں سے پہلی قسم کے ماتحت ضرور آتا ہے۔ کیونکہ اسکے الفاظ "وھو ضدہ" اور زیرِ بحث کفر کے متعلق فقرہ ۳ کے الفاظ "کافر کا لفظ مومن کے مقابل ہے" بالکل ہم معنی ہیں۔

مثلاً کا لفظ اس بحث کفر کو فرعی کفر کے ماتحت لانے کی کوشش کرنے والے لوگ اپنے خیال کی تائید میں فقرہ ۹ کے لفظ مثلاً کو بھی پیش کرتے ہیں۔ اور اسکی تشریح اپنی طرف سے ایسی کرتے ہیں جو اس تمام بحث کے بالکل برعکس ہوتی ہے اور جسے اس حوالہ کا ایک ایک لفظ غلط اور باطل ثابت کرتا اور دھکّے دے کر دُور پھینکتا ہے۔ کیونکہ اوپر بالتفصیل بیان ہو چکا ہے کہ زیر بحث کفر شریعت کے رُو سے کفر ہے۔ ایمان کی ضد ہے۔ اور انکارِ رسول کا نتیجہ ہے۔ اور ان رسولوں سے مراد زمرۂ محدّثین نہیں بلکہ زمرۂ انبیاءؑ مراد ہے۔ جنکی تکذیب اور انکار سے انسان سچ مچ کافر ہو جاتا ہے۔ اور بالمقابل فرعی کفر نہ شریعت کے رُو سے کفر ہوتا ہے۔ نہ ایمان کی ضد۔ اور نہ انکار رسول پر مبنی۔ لیکن اگر کوئی شخص ان ساری باتوں کی طرف سے آنکھیں بند کر کے محض ضد کے طور پر اس لفظ مثلاً کے کوئی ایسے معنی کرنے چاہے جو محض کسی حکم شرعی کی خلاف ورزی کے مرادف ہوں جس کا نام شریعت کے رُو سے کفر نہیں بلکہ فسق ہے۔ تو مذکورہ بالا دلائل سے آنکھیں بند کرنیکے باوجود بھی اسکے لئے اس تاویل باطل کی قطعاً کوئی سبیل باقی نہیں ہے۔ کیونکہ اس تاویل باطل کی راہ کو بھی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بالتنصیص اور بالتصریح بکلّی بند کر چکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ر جون ۱۹۰۳ء کے پرچہ البدر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ایک مکتوب درج ہے جو ایک سائل کے تحریری سوال کے جواب میں حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے۔ جو درج ذیل ہے:۔

سوال "جو لوگ (نبی علیہ السّلام کو برحق رسول (نعوذ باللہ) نہ مانتے تھے وہ تو دوزخ میں رہینگے۔ کسی کو اس سے تو انکار نہیں۔ اب جو لوگ آنجناب کو مسیح موعود نہیں جانتے کیا وہ بھی ابدالآباد دوزخ میں رہینگے؟

جواب از قلم مبارک حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام "نصوص حدیثیہ اور قرآنیہ سے ثابت ہے کہ جو شخص خدا اور رسول کے وصایا اور احکام کی سرکشی کریگا وہ قیامت کو قابل مواخذہ ہوگا۔ اور مُجرموں میں شمار کیا جائیگا۔ قال اللہ تعالیٰ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے فانذرتکم نارا تلظّٰی۔ لایصلٰھا الا الاشقیٰ۔ الذی کذّب وتولّٰی۔ اور فرمایا ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا اوکذّب بآیاتہ۔ اور پھر فرمایا تلفح وجوھھم النار وھم فیھا کالحون۔ الم تکن

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَیاتی تُتلٰی علیکم فکنتم بھا تکذّبون ۔ پس مسیح موعودؑ کا آنا خدا اور رسولؐ کی طرف سے ایک خبر دی گئی تھی ۔ اور اطاعت کیلئے وصیّت تھی ۔ اس سے انکار کوئی موجبِ مواخذہ نہ ہو؟ ۔ ایسا ہی حدیثوں میں ہے کہ مسیح اور مہدیؑ جب ظاہر ہوگا تو ہر ایک کو چاہیئے کہ اسکی طرف دَوڑے ۔ اگرچہ گھٹنوں کے بل جانا پڑے ۔ اور آیا ہے کہ جو شخص اسکو تسلیم اور قبول نہیں کریگا تو خدا اس سے مواخذہ کریگا"

سوال :۔ " جناب من! یہ جو حضورؑ نے تحریر فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور رسولؐ کی تابعداری نہیں کرے گا اسکو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مواخذہ کریگا کیونکہ وہ قابلِ مواخذہ ہے ۔ یہ تو میرے سوال کا جواب نہیں ہے ۔ کیونکہ مثلاً ایک شخص اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک جانتا ہے اور محمد علیہ السّلام کو برحق رسول مانتا ہے ۔ قرآن پڑھتا ہے صوم و صلوٰۃ ادا کرتا ہے ۔ یعنی اکثر حکم اللہ اور رسول کے مانتا ہے اور انپر عمل کرتا ہے ۔ مگر وہ کم بخت زانی ہے ۔ یہ اس میں بڑا بھاری قصور ہے ۔ کیا آپ اس شخص کے حق میں یہ فرما سکتے ہیں کہ یہ شخص ہمیشہ ابدالآباد دوزخ میں رہیگا ؟ کیا اس گناہ کے بدلے کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ؟ اگر اس شخص کو خدا ابدالآباد دوزخ میں رکھیگا تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بندہ اللہ کا بچیگا ۔ اور تو سب دوزخ میں جائینگے ۔ میرا سوال تو یہ تھا کہ وہ کافر ہے یا مُسلم ؟"

جواب از دست مبارک حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام "میرا صرف یہ مطلب تھا کہ جو شخص قال اللہ قال الرسولؐ سے سرکشی کریگا وہ ضرور قابلِ مواخذہ ہوگا ۔ پس جبکہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسولؐ نے صریح اور صاف لفظوں میں خبر دی ہے کہ اسی اُمّت سے مسیح موعودؑ ہوگا اور وعید کے طور پر فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو اپنا حَکَم نہیں ٹھیرائیگا وہ عذاب اور مواخذہ الٰہی کا مستحق ہوگا تو پھر کون دانا اس سے انکار کرسکتا ہے کہ مسیح موعودؑ کو نہ ماننا موجب سخط اور غضب الٰہی اور خدا اور رسولؐ کی نافرمانی ہے ۔

رہی یہ بات کہ ایسا شخص جو نماز پڑھتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے وہ مسیح موعودؑ کے نہ ماننے سے ایماندار ہے یا کافر ؟ اس کا جواب یہی ہے کہ خدا کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی نہ ماننا موجب کفر ہے ۔ جو شخص مثلاً نماز پڑھتا ہے مگر کہتا ہے کہ چوری کرنا اور زنا کرنا اور شراب پینا اور جھوٹ بولنا اور سؤر کھانا اور خون کرنا کچھ گناہ نہیں ہے وہ کافر ہے ۔ کیونکہ اس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی تکذیب کی اور ان سے انکار کیا ۔ زنا کرنا اور شراب پینا وغیرہ معاصی کفر نہیں ہیں ۔ وہ سب گناہ ہیں ۔ مگر ان بدکاریوں کو حلال ٹھیرانا موجبِ کفر ہے ۔ پس اسی طرح مسیح موعودؑ سے انکار کرنا ۔ اسوجہ سے کفر ہے کہ اس میں خدا اور رسول کے وعدہ اور متواتر پیشگوئی سے انکار ہے ۔ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ ہر ایک مسلمان جو ادنیٰ علم بھی رکھتا ہو اس سے واقف ہے ۔ خدا کے حدود کو توڑنا کافر نہیں کرتا بلکہ فاسق کرتا ہے ۔ مگر خدا کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہوتے ہیں کہ "جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجّت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے (اگر وہ میرے پر ایمان نہیں لائیگا تو) وہ قابلِ مواخذہ ہوگا۔" اور اس مسئلہ کو مزید واضح اور صاف کرنے کے لئے شاہد اور نظیر کے طور پر ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ سلّم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپکی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ سلّم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجّت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مریگا تو ہمیشہ کی جہنّم کا سزاوار ہوگا۔" جسکے پورے الفاظ بقرینۂ سیاق وسباق یہ بنتے ہیں کہ "وہ اگر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا اور اسی) کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنّم کا سزاوار ہوگا۔"

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر ایمان لانے کے بارہ میں یا بلفظ دیگر آپؑ کے اس زمرۂ انبیاءؑ میں داخل ہونے کے متعلق جو **بشر مومن بہ** ہوتے ہیں حضورؑ کے اپنے ارشادات اس کثرت سے ہیں کہ اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اور وحی الٰہی بھی بکثرت وتواتر اس بارہ میں موجود ہے جس میں سے چند ایک فقراتِ وحی الٰہی بطور نمونہ ذیل درج کیے جاتے ہیں:-

(۱) قل انی امرتُ وانا اوّل المؤمنین (۲) قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون (۳) وبشّر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربھم (۴) ربّنا اننا سمعنا منادیًا ینادی للایمان۔ (۵) واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء (۶) قل جاءکم نورٌ من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین (۷) لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مؤمنین (۸) وجعلنا جھنّم للکافرین حصیرا (۹) و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ (۱۰) ما اُرسِلَ نبیٌ الا اخزی اللہ بہ قومًا لا یؤمنون (۱۱) قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون (۱۲) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البینۃ (الیٰ غیر ذٰلک)

اور یہ بات فریقین میں متفق علیہ بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ نوع بشر میں سے مومن بہ صرف انبیاءؑ اور رسول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہوتے ہیں کہ "جس شخص پر میرے مسیح موعودؑ ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے (اگر وہ میرے پر ایمان نہیں لائیگا تو) وہ قابلِ مواخذہ ہوگا"۔

اور اس مسئلہ کو مزید واضح اور صاف کرنے کے لئے شاہد اور نظیر کے طور پر ساتھ ہی فرماتے ہیں کہ "ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچ چکی ہے اور وہ آپکی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالےٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اس پر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مریگا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا"۔ جسکے پورے الفاظ بقرینہ سیاق و سباق یہ بنتے ہیں کہ "وہ اگر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لایا اور اسی) کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا"۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کے بارہ میں یا بلفظ دیگر آپ کے اس زمرۂ انبیاءؑ میں داخل ہونے کے متعلق جو بشر مومن بہٖ ہوتے ہیں حضورؑ کے اپنے ارشادات اس کثرت سے ہیں کہ اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ اور وحی الٰہی بھی بکثرت و تواتر اس بارہ میں موجود ہے جس میں سے چند ایک فقراتِ وحی الٰہی بطور نمونہ ذیل درج کئے جاتے ہیں:۔

(۱) قل انی امرت وانا اوّل المؤمنین (۲) قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مؤمنون (۳) وبشّر الذین اٰمنوا انّ لھم قدم صدق عند ربھم (۴) ربّنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان۔ (۵) واذا قیل لھم اٰمنوا کما اٰمن النّاس قالوا انؤمن کما اٰمن السفھاء (۶) قل جاءکم نور من اللہ فلا تکفروا ان کنتم مؤمنین (۷) لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین (۸) وجعلنا جھنّم للکافرین حصیرا (۹) و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ (۱۰) ما اُرسِلَ نبیٌّ الا اخزی اللہ بہٖ قوما لا یؤمنون (۱۱) قطع دابر القوم الذین لا یؤمنون (۱۲) لم یکن الذین کفروا من اھل الکتاب والمشرکین منفکین حتّٰی تاتیھم البینۃ (الیٰ غیر ذٰلک)

اور یہ بات فریقین میں متفق علیہ بلکہ اظہر من الشمس ہے کہ نوع بشر میں سے مومن بہٖ صرف انبیاءؑ اور رسول ہوتے ہیں جنکا انکار کفر ہوتا ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی زمرہ کے ایک فرد ہیں نہ کہ زمرۂ محدثین غیر انبیاءؑ میں سے جو مومن بہٖ نہیں ہوتے۔ (باقی آئندہ انشاءاللہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سؤر کا گوشت اسلام میں کیوں حرام ہے؟

ابھی کچھ دن پیشتر تک جانوروں کے علاج معالجہ کا ہمیں بہت کم علم تھا حالانکہ انسانی علاج کے متعلق بہت کچھ تحقیقات کی جا چکی تھی۔ اور اب جانوروں کی طب کے متعلق جو کچھ ہمیں معلوم ہو چکا ہے اسکی بدولت انسانی طب میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہو رہا ہے۔ صرف اسی ایک واقعہ سے کہ بہت سی وہ بیماریاں جو جانوروں میں پائی جاتی ہیں انسانوں کو بھی ہوا کرتی ہیں اور یہ کہ جو جراثیم ان امراض کا باعث ہوتے ہیں وہ ایک خفیف سے فرق کے ساتھ جن کا تعلق انکی زندگی سے ہے جانوروں اور آدمیوں میں بالکل ایک سے ہوتے ہیں۔ ہماری رہنمائی اس خیال کی طرف کرتا ہے کہ یہ بیماریاں ایک سے دوسرے کو پہنچتی رہی ہونگی۔ جراثیم کے علم نے پوشیدہ باتوں کا پردہ اٹھا دیا ہے اور بہت سے کیڑوں کو امراض کے ایک سے دوسرے تک پہنچانے کا ذمہ وار ٹھیرا کر واقعات کی زنجیر کی تمام کڑیاں ملا دی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب کسی مرض پر قابو حاصل کرنے کے لئے یا تو ان جانوروں کو معدوم کیا جاتا ہے جن کا جسم بیماریوں کے جراثیم کا خزانہ بنا ہوا ہو۔ یا پھر ان کیڑوں کو فنا کر دینے کی ترکیبیں سوچی جاتی ہیں جو اِن جراثیم کو جانوروں سے انسان تک پہنچاتے ہیں اور ان دونوں میں سے اگر کوئی سی ایک تدبیر مکمل ہو جائے تو اس بیماری کا کلی استیصال ہو جاتا ہے۔

ہماری غذا میں بہت سی مختلف چیزیں شامل ہیں مثلاً ترکاریاں۔ روغنی اشیاء اور گوشت۔ میں صرف گوشت کے ذکر سے واسطہ رکھونگا اور وہ بھی صرف سؤر کے گوشت سے۔

گوشت کے خراب اور مضر صحت ہو جانے کے ذریعے یہ ہیں:۔

(۱) جب جانور کو خوراک کی غرض سے ہلاک کیا جائے تو وہ کسی خاص مرض میں مثلاً موتی جھرا کے بخار میں مبتلا ہو اور اس کا خون اسکے جسم ہی میں رہے۔

(۲) ہلاک ہو چکنے کے بعد گوشت میں خراب ہاتھوں یا خراب برتنوں وغیرہ کی وجہ سے کسی بیماری کا اثر پہنچ جائے۔

(۳) اس ہلاک شدہ جانور کے گوشت میں کسی بیماری کے جراثیم اپنی ملفوف حالت میں پڑے ہوئے ہوں اور جسم انسانی میں پہنچکر وہ اپنے کیسوں یا غلافوں میں سے نکل پڑیں اور افزائش حاصل کرنے لگیں۔ ان جراثیم کی اصلی زندگی کا دور یہیں سے شروع ہو جاتا ہے اور جو کچھ اثرات وہ پیدا کرتے ہیں ان کا ذکر آگے آئیگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب سؤر کو موضوع بحث قرار دیکر تا حد امکان اختصار کے ساتھ ان مختلف امراض کا ذکر کرونگا۔ جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اسکے ذریعے سے انسان میں پہنچتی ہیں۔ اس جانور کے حالات کا ذکر لاحاصل ہے کیونکہ ایک انسانی جماعت تو اسے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے اور دوسری اس سے سخت متنفر ہے اس لئے دونو ہی کم و بیش اس کے حالات سے ناواقف ہیں۔ وہ اپنی زندگی بہت ہی مخصوص غلیظ طریقے پر بسر کیا کرتا ہے۔ پاخانہ اور گوبر وغیرہ جیسی گندی چیزیں اسکی خاص غذائیں ہیں اور کیچڑ میں لوٹنا اور غلیظ ترین مقامات پر رہنا اس کی فطرت میں داخل ہے۔ مختصراً میں کہہ سکتا ہوں کہ مجھے کسی اور ایسے جانور کا علم نہیں ہے جو ایک طرف تو انسانوں میں اس قدر مل جل کر رہتا ہو اور دوسری طرف اس کی عادتیں اور طرز معاشرت اس درجہ غلیظ ہو۔

سؤر کے گوشت کو خوراک کے کام میں لانا چین سے شروع ہوا تھا اور اسکے بعد رفتہ رفتہ دوسرے ملکوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ تازہ ترین تحقیقاتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ یہ جانور بہت سی بیماریوں کو انسانی جسم تک پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ پہلے میں ان بیماریوں کا ذکر کرونگا جو اسکے ہر وقت پاس رہنے کی وجہ سے انسان کو لگتی ہیں اور پھر ان امراض کا شمار کراؤنگا جو اس کا گوشت کھانے سے انسان کے بدن میں پہنچتی ہیں۔

پیچش:- اس بیماری کی علامتوں کا ذکر تو فضول ہے کیونکہ تقریباً ہر شخص اس مرض سے واقف ہے۔ برسبیل تذکرہ صرف اتنا بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسکی علامات خوفناکی کی حد تک شدید ہوتی ہیں اور اس کا انجام کبھی کبھی موت بھی ہوتا ہے اور بدقسمتی سے اس کا کوئی یقینی علاج بھی نہیں ہے۔ جن جراثیم کی بدولت یہ مرض پیدا ہوتا ہے انہیں بیلن ینٹڈینائی کہتے ہیں اور ان کی طبعی جائے سکونت سؤر کی آنتیں ہیں۔ سؤر کی آنتوں سے جب وہ پاخانے کے ساتھ خارج ہوتے ہیں تو یہ دیکھ کر کہ جس ماحول میں وہ اب آپڑے ہیں وہ ان کی زندگی کے لئے موزون نہیں ہے وہ اپنے اوپر ایک غلاف پیدا کر لیتے ہیں جسے کیسہ، غلاف، یا لفافہ کہہ سکتے ہیں۔ یہ غلاف جن کے اندر زندہ جراثیم موجود ہوتے ہیں ہوا کی مدد سے یا کسی اور طریقے پر انسانی خوراک تک پہنچ جاتے ہیں اور اس طرح انسانی آنتوں تک انکی رسائی ہو جاتی ہے۔ ۱۸۵۶ء میں ڈاکٹر مالسٹن نے انسانی آنتوں میں ان جراثیم کا مشاہدہ کیا تھا اور بتایا تھا کہ یہ پیچش کا اصلی سبب ہے، اور اس کا تعلق سؤر کے ساتھ جو کچھ ہے وہ بھی ظاہر کر دیا تھا۔ امریکہ کا حفظ صحت عامہ کا محکمہ اس مرض کو روکنے کی بہت سخت تدابیر اختیار کرتا رہا ہے لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ اب مجبور ہو کر وہ اس نتیجے تک پہنچے ہیں کہ صرف انسانی پاخانے کے متعلق ضروری انتظامات کر دینے سے کام نہیں چل سکتا بلکہ مرض کے استیصال کے لئے ضروری ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ ڈاکٹر چانڈلر نے علم الجراثیم پر جو کتاب لکھی ہے اس میں بتایا ہے کہ یہ بیماری یعنی پیچش صرف انہی ملکوں میں پھیلتی ہے جہاں سؤروں کی پرورش کی جاتی ہے اور جہاں سؤروں اور آدمیوں میں ہر وقت کا خلا ملا ہے (پیچش کی دو قسمیں ہیں ایک معمولی پیچش جو عام طور سے دیکھنے میں آتی ہے اور ایک مخصوص پیچش جس کا یہ ذکر کیا گیا ہے۔ ہمدرد)

(۲) سؤر کے جسم کے ایک اور قسم کے جراثیم جو انسانی جسم تک پہنچتے ہیں اور مرض کا باعث ہوتے ہیں فیسولوکیس بسکی ہیں۔ یہ چین میں بکثرت پائے جاتے ہیں اس حد تک کہ ہانگ کانگ کے اسپتال میں جتنے مریض بہ کسی سبب سے داخل ہوئے ان میں سے ۲۸ فیصدی ان جراثیم کے اثرات میں مبتلا تھے اور ان تمام بیماریوں میں سے جو اسپتال میں دوا لینے آئے ساڑھے پانچ فیصدی اس بیماری کے مریض تھے۔ یہ جراثیم ایک جمود کی سی حالت میں مدتوں تک انسانی جسم میں خاموش پڑے رہتے ہیں اور بہت آہستہ آہستہ خون کی کمزوری اور اس کی وجہ سے عام جسمانی کمزوری پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان ابتدائی علامتوں کے بعد سوءِ ہضم کی شکایتیں شروع ہوتی ہیں اور مریض کو ایسے دست آنے لگتے ہیں کہ ان کا بند کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسکے بعد تمام بدن پر ورم آ جاتا ہے۔ یہ جراثیم سؤر کی آنتوں سے نکل کر سیدھے انسانی جسم میں نہیں پہنچتے بلکہ ایک قسم کے کیکڑے کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اس طرح وہ تمام پانی خراب ہو جاتا ہے جس میں وہ کیکڑے رہتے ہوں اور پھر اس پانی کو پی کر انسان بیمار ہوتے ہیں۔

(۳) ہُک ورم :- یہ جراثیم جسم انسانی میں جلد کے راستہ سے داخل ہوتے ہیں جس سے ایک خاص قسم کی کھجلی ہوتی ہے جسے "زمین کی کھجلی" کہا جاتا ہے۔ جلد سے آگے بڑھ کر وہ چربی اور گوشت وغیرہ میں سے گذرتے ہوئے انسانی آنتوں تک پہنچ جاتے ہیں اور وہاں پہنچکر طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے جو علامتیں پیدا ہوتی ہیں وہ انتہائی کمزوری اور "بے قاعدہ بخار ہیں" اور انکے ساتھ ساتھ دستوں کی بھی شکایت ہوتی ہے۔ مریض بہت جلد لاغر اور کمزور ہو جاتا ہے بچوں میں اس مرض کی وجہ سے انکا نشوونما رُک جاتا ہے اور وہ آسانی سے طرح طرح کی بیماریوں کے شکار بنجاتے ہیں۔ اس مرض میں سؤر کا ہاتھ ضرور ہے لیکن بالواسطہ طریقے پر ہے۔ پہلے یہ خود انسانی فضلہ کے ساتھ ان جراثیم کے انڈے کھا جاتا ہے جو کسی مریض کی آنتوں سے نکلا ہو اور پھر ان انڈوں سے اسکے جسم میں پہنچکر بچے نکلتے ہیں یہ بچے جب سؤر کے فضلہ میں اسکے بدن سے باہر نکل آتے تو پھر مختلف طریقوں سے انسانی جسم میں داخل ہو جاتے ہیں۔ بعض گرم ملکوں میں یہ وبا بہت ہی عام ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

راک فیلر انسٹی ٹیوشن نے بائسکوپ کی تصویریں تیار کرائی ہیں جن کے ذریعہ سے عام لوگوں کو یہ دکھایا جاتا ہے کہ کس طرح سؤر کے ذریعہ سے یہ مرض آدمیوں میں پھیلتا ہے۔

کیچوے:۔ یہ کیڑے نو دس انچ لمبے ہوتے ہیں اور انہیں "سیاح کیڑے" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ تمام جسم میں مارے مارے پھرتے ہیں اور کسی ایک عضو میں قیام نہیں کرتے پھیپھڑوں میں پہنچکر یہ نیمو ضیا پیدا کر دیتے ہیں اور اگر ہوا کی نالی میں ہوں تو ہوا کا راستہ روک دیتے ہیں جس سے دم گھٹ جاتا ہے اور آنتوں میں ان کی موجودگی کی وجہ سے سُدے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور یرقان بھی ہو سکتا ہے۔ انسان کے بدن میں رہنے والے یہ کیڑے ہو بہو یہی ہیں جیسے کہ سؤر کے جسم میں پائے جاتے ہیں اور ڈاکٹر نیسم کا بیان ہے کہ انسانی اور خنزیری کیچوے بالکل ایک قسم کے ہوتے ہیں اور اس نے اس طرف بھی توجہ دلائی ہے کہ یہ جانور اس مرض کو انسان تک پہنچانے میں کسی طرح مدد دیتا ہے۔ ایک مرتبہ جہاں کسی شخص کو یہ بیماری ہوئی پھر وہ اپنی تمام جماعت کے لئے ذریعہ مرض بنجاتا ہے۔

وبائی طور پر خون تھوکنا:۔ چین جاپان اور جزائر فارموسا میں یہ مرض بہت عام ہے اور اسکا باعث ایک کیڑا ہوتا ہے جسے پیراگونی مس کہتے ہیں جو پھیپھڑوں میں اپنا گھر بنا لیتا ہے۔ ڈاکٹر مینس نے ۱۸۸۰ء میں اس مرض کے متعلق معلومات پیش کی تھیں یہی کیڑا سؤر کے پھیپھڑوں میں سکونت پذیر ہوتا ہے اور اگر اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ یہ بیماری انسان میں انہی مقامات پر بکثرت ہوتی ہے جہاں سؤر پائے جاتے ہیں اور انسان سے انکا خلا ملا رہتا ہے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اس تعدیہ کا خزانہ سؤر ہی ہے۔ جن ملکوں میں سؤر نہیں ہیں یا بہت کم ہیں وہاں یہ بیماری بالکل نہیں ہوتی۔ انسانی مریض اس مرض کی وجہ سے خون تھوکتے رہتے ہیں اور خون تھوکنے کے بار بار دَورے ہوتے ہیں۔ اسکے متعلق یہ بات بھی اہم ہے کہ ابھی تک ان کیڑوں کو ہلاک کرنے یا جسم انسانی سے خارج کرنے کی کوئی تدبیر دریافت نہیں ہوئی ہے۔

کلونورکی ایسس:۔ یہ جگر کی ایک بیماری ہے اور اس کا باعث کلونورکس سائنین ایسس نامی ایک کیڑا ہوتا ہے جو صفرا کی نالی میں اپنا گھر بناتا ہے۔ مریض کا جگر بڑھجاتا ہے اور ساتھ ہی یرقان بھی ہو جاتا ہے اور دست آتے ہیں جس سے مریض بدرجہ غایت لاغر ہو جاتا ہے۔ اس بیماری سے ہلاکت واقع ہونا بالکل ممکن ہے۔ یہی کیڑا سؤروں میں بھی ملتا ہے اور ان کے بھی صفرا کی نالی میں رہتا ہے۔ چونکہ یہ بیماری زیادہ تر چین جاپان کوریا اور جنوبی ہند میں ہوتی ہے اسلئے اس کا باعث بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سؤروں اور انسانوں میں خلا ملا زیادہ ہے۔ انتہائی کوششوں کے باوجود اب تک اس مرض کا بھی کوئی علاج معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

گیسگین ڈسکس گیگس:۔ (ڈاکٹر گورنر نے ۱۸۷۶ء میں دریافت کیا) یہ کیڑا آٹھ سے بارہ انچ تک لمبا ہوتا ہے۔ سؤر کی آنتوں میں رہتا ہے اور جنوبی روس کے باشندوں کو تکلیف پہنچایا کرتا ہے۔ آنتوں میں پہنچکر یہ آنتوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی جھلّی سے چمٹ کر بیٹھ رہتا ہے اور سوء ہضم اور کمزوری کی علامت پیدا کرتا ہے۔

میٹا اسٹرانگی لس اپرس:۔ (ڈاکٹر گیلن نے ۱۸۶۵ء میں دریافت کیا تھا) یہ کیڑا سؤر کے پھیپھڑوں کا باشندہ ہے اور کبھی کبھی انسان کے جسم میں بھی پہنچ جاتا ہے۔ ایک چھوٹا اور پتلا سا کیڑا ہے اور اسکی پھیپھڑوں میں موجودگی کھانسی، نیومونیا، پھیپھڑے کا پھوڑا اور دیگر جراثیم کے اثر کی بیماریاں پیدا کر دیتی ہے۔

گیسٹروڈسکوائیڈیس ہومی نس:۔ (ڈاکٹر لیوس اور ڈاکٹر میکانیل نے ۱۸۷۶ء میں دریافت کیا تھا) انسانوں میں یہ کیڑا آنتوں کے آخری حصّہ میں رہتا ہے۔ کوچین چائنا کے سؤروں میں بکثرت ہوتا ہے اور ابھی تک یہ تحقیق نہیں ہو سکا ہے کہ انسانی جسم میں داخل ہو کر یہ کیا خرابیاں پیدا کرتا ہے۔

سؤروں کا سُرخ بادہ:۔ ان جانوروں کو ہر وقت ہاتھ لگاتے رہنے سے انسانوں کو اس بیماری کا ہو جانا ممکن ہے اور اس کی علامتیں معمولی سُرخ بادہ کی طرح جلد کی سوزش اور بخار وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتی ہیں۔

سِل اور دِق:۔ یہ بیماری کسی تعارف کی محتاج نہیں اور ہر شخص اسکی تباہ کاریوں سے واقف ہے۔ سؤروں میں یہ مرض بہت ہی عام ہے اور روز بروز اور زیادہ عام ہوتا جا رہا ہے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۹۲۲ء میں ایک لاکھ ایک سؤر اس بیماری کی وجہ سے ذبح ہونے سے روکے گئے اور جو سؤر مذبح میں نہیں لائے گئے تھے ان میں جو بیمار ہونگے انکی تعداد اسکے علاوہ ہے۔ مریض سؤروں کا گوشت کھانے سے یہ بیماری انسانوں میں پھیلتی ہے اور اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں ہے کہ جن ممالک میں سؤروں کی کثرت ہے وہاں سِل اور دِق بیشتر مریض انہی سؤروں کی بدولت مبتلائے مرض ہوتے ہیں۔

سؤروں کی چیچک:۔ سخت متعدی بیماری ہے اور اکثر انسانوں کے اندر سؤروں کے ذریعہ سے پہنچ جاتی ہے۔ اسکی وجہ سے اموات بھی بکثرت واقع ہوتی ہیں۔

کدّو دانے:۔ (سؤر کے کدّو دانے) یہ کیڑے صرف انہی انسانوں کے پیٹ میں ملتے ہیں جو سؤر کا گوشت کھاتے ہیں کیونکہ اس کیڑے کی زندگی کا ایک خاص دَور ہے۔ اسکی زندگی کی تین منزلیں ہوتی ہیں (۱) بیضوی زندگی یعنی جب وہ انڈے کی صورت میں ہو (۲) غلافی زندگی جب وہ ایک غلاف میں ملفوف ہوتا ہے اور سؤر کے جسم میں رہتا ہے (۳) نمو یافتہ کیڑا جبکہ وہ انسانی جسم میں رہتا ہے اس کی زندگی کا پورا دَور اس طرح ہوتا ہے کہ انسانی جسم سے اسکے انڈے فضلہ کے ہمراہ خارج ہوتے ہیں اور اس فضلہ کو سؤر کھا لیتا ہے۔ اس طرح پہلا دَور ختم ہو کر سؤر کی آنتوں میں انڈے کے چھلکے کے گل جانے سے یہ کیڑا اپنی جنینی حالت میں نکل پڑتا ہے اور آنتوں سے چل کر اسکے گوشت کے ریشوں میں داخل ہو جاتا ہے اور غلاف پیدا کر کے اپنی غلافی زندگی بسر کرتا رہتا ہے تاآنکہ اس سؤر کے گوشت کو کبھی کوئی انسان کھاتا ہے اور اس کے پیٹ میں پہنچکر اس کیڑے کا غلاف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دُور ہو کر مردہ سا کیڑا نکل پڑتا ہے اور بہت جلد نشوونما پاکر پورا کیڑا بنجاتا ہے۔ قد میں ترقی کرکے یہ کیڑا چھ سے دس فیٹ تک ہوجاتا ہے اور آنتوں کی دیوار میں ان کانٹوں کے تاج کے ذریعہ سے چمٹا رہتا ہے جو اسکے سر میں ہوتے ہیں جن مریضوں کے پیٹ میں یہ بلا ہوتی ہے انکے فضلہ میں اس کے ٹکڑے برابر خارج ہوتے رہتے ہیں جو انڈوں سے پُر ہوتے ہیں جنہیں پھر سؤر کھالیتے ہیں اور پھر انکے گوشت سے اور آدمیوں تک یہ بیماری پہنچتی ہے، اس کیڑے کی زندگی میں وہ ضرور سب سے زیادہ اہم ہے جو وہ سؤر کے جسم میں گذارتا ہے اور یقین کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ یہ درمیانی کڑی نہ ہو تو بیماری کا وجود بھی نہیں رہ سکتا۔ اس بیماری سے جو علامات پیدا ہوتی ہیں انکا قیاس اس کیڑے کے قد سے کیا جاسکتا ہے۔ یہ خیال ہی سخت کراہت انگیز اور نفرت پیدا کرنیوالا ہے کہ ہم اپنی آنتوں کے اندر ایک سانپ کی طرح کا اتنا لمبا جانور لئے پھرتے ہیں جو وہاں رینگتا پھرتا ہے نازک مزاج مریض کو تو صرف یہ خیال ہی کہ ایسی بلا اس کے پیٹ میں گھسی ہوئی ہے حد سے زیادہ افسردہ کردینے کے لئے کافی ہے اور بعض اوقات تو مالیخولیا تک پیدا کردیتا ہے۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا کیڑا اس غذا میں اپنا حصہ لگاتا ہے جو انسان کھائے اور اس طرح اسے بھوکا ماردیتا ہے، اور اس غذا کے عوض میں یہ بعض ایسے زہر پیدا کرکے جسم انسانی کو دیتا ہے جو اس کے نظام جسمانی پر بہت بُرا اثر کرتے ہیں۔ دست اور بدہضمی کی دوسری بیماریاں بہت ہی عام باتیں ہیں، کمزوری بیحد ہوجاتی ہے اور اس کے مریض ایک جنم روگی سی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ دوسری بیماری شروع ہوکر انکا اور انکی بیماری کا خاتمہ کردیتی ہے۔

ٹرائی کینی ایسس:۔ یہ بھی ایک ایسی ہی بیماری ہے جو صرف سؤر کا گوشت کھانے سے پیدا ہوتی ہے اس کے کیڑے کے بچے سؤروں کے گوشت میں اپنی غلافی زندگی بسر کرتے رہتے ہیں اور یہ غلاف یا لفافے اتنے ذرا ذرا سے ہوتے ہیں کہ بسا اوقات خوردبین بھی انہیں دیکھنے سے عاجز رہتی ہے۔ جب کوئی شخص ان سؤروں کا گوشت کھاتا ہے تو غلافوں میں سے کیڑے نکل پڑتے ہیں اور نہایت سرعت کے ساتھ نشوونما پاکر جوان نر اور مادہ بنجاتے ہیں، اور بکثرت انڈے دینے شروع کردیتے ہیں جن سے بچے نکل کر مریض کی آنتوں کو چھوڑکر خون کے ساتھ ساتھ اسکے گوشت میں پہنچ جاتے ہیں۔

ٹرائی کینا کے بچے بڑے ہی سخت جان ہوتے ہیں اور سؤر کے مرجانے کے بعد اگر اس کا گوشت ڈبوں میں بند کرکے رکھا جائے تب بھی مدتوں تک وہ زندہ رہتے ہیں۔

جبتک کیڑے انسانی آنتوں میں رہتے ہیں اسوقت تک شدید درد شکم اور دست اس مرض کی علامتیں ہیں۔ اس سے انتہائی کمزوری لاحق ہوجاتی ہے اور مختلف عضلات پھڑکنے لگتے ہیں۔ چہرہ بھرا بھرا یا ہوا رہتا ہے اور آنکھیں سُوج جاتی ہیں۔ اسکے بعد بخار شروع ہوجاتا ہے جو موتی جھرا کی قسم کا ہوتا ہے اور یہ وہ وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جو لوگ اس قدر فہم اور علم نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی انکے فہم کے مطابق حُجّت پوری ہو چکی ہے ان سے بھی رسولؐ کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔

(۷) **کُفر عند اللہ اور اتمام حُجّت کی نسبت حکم ہم صرف اصولی طور پر لگا سکتے ہیں افراد پر نہیں لگا سکتے۔** بہر حال کسی کے کفر اور اس پر اتمام حُجّت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جسپر اتمام حُجّت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔

(۸) **کفر عند الشرع کے حکم کا مدار محض انکار پر ہے اور کافر اور مومن متقابل اور ایک دوسرے کی ضد ہیں** ہاں چونکہ شریعت کی بُنیاد ظاہر پر ہے اسلئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے۔ اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ مواخذہ سے بری ہے۔ اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔

(۹) **کفر کی دو قسمیں** اور کُفر دو قسم پر ہے۔ (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا۔ اور اُسکو باوجود اتمام حُجّت کے جھوٹا جانتا ہے جسکے ماننے اور سچّا جاننے کے بارے میں خدا اور رسولؐ نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اسلئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمان کا منکر ہے کافر ہے۔

(۱۰) **اگر غور سے دیکھیں تو یہ دونو ایک ہی قسم میں داخل ہیں کیونکہ خدا اور رسولؐ کو نہ ماننا دراصل دونو میں پایا جاتا ہے** اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔ کیونکہ جو شخص باوجود شناخت کر لینے کے خدا اور رسولؐ کے حکم کو نہیں مانتا وہ بموجب نصوص صریحہ قرآن اور حدیث کے خدا اور رسولؐ کو بھی نہیں مانتا۔

(۱۱) **ان دونو قسم کے کفروں کی دو دو قسمیں ہیں اور عند اللہ اور عند الشرع انکے احکام** اور اس میں شک نہیں کہ جسپر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر یا دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حُجّت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔ اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حُجّت نہیں ہوا۔ اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے۔ اور ہم بھی اسکو بہ اتّباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللّٰہ نفساً الّا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔

(۱۲) **ہم کسی منکر پر نجات یا عدم اتمام حُجّت کا حکم نہیں لگا سکتے** ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں۔ کہ ہم اسکی نسبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوتا ہے کہ جب یہ نئی نسل انسانی خون کے ساتھ اسکے گوشت میں اپنا گھر بنانے کی فکر میں گھومتی پھرتی ہے گوشت میں پہنچکر وہ گٹھیا کا سا شدید عضلاتی درد پیدا کر دیتے ہیں۔ تنفس میں بھی دِقّت لاحق ہو سکتی ہے اور بعض مریضوں کو توفی الحقیقت دمہ ہو جاتا ہے۔ جلد پر دانے نمودار ہو جاتے ہیں اور اگر پھیپھڑوں تک نمود ہو تو نیومونیا ہو جانا ممکن ہے۔ اس منزل پر پہنچکر بیماری مُہلک ہو جاتی ہے اور تیس فیصدی تک مریض مرجاتے ہیں۔ گوشت کے ملاحظہ کیلئے ابتک جتنے انتظامات بھی کیئے گئے ہیں وہ سب بیکار ثابت ہوئے ہیں حتیٰ کہ خوردبینی ملاحظہ بھی کامیاب نہ ہُوا اس واقعہ کا ثبوت اس بیان میں ملتا ہے جو ڈاکٹر ملٹن جے روزنو نے اپنی اس کتاب میں لکھا ہے جو حفظ ماتقدم کے متعلّق ہے انکا بیان ہے کہ "اس وقت تک کوئی ایسا طریقہ ایجاد نہیں ہُوا ہے جس کے مطابق معائنہ کر کے یقین کے ساتھ یہ کہا جا سکے کہ اس سؤر کے گوشت میں ٹرائی کینا موجود ہیں یا نہیں، اور سرکاری طور پر جو گوشت کا معائنہ ہوتا ہے اس میں اس کیڑے کے متعلّق معائنہ شامل ہی نہیں ہے، اس لئے ہر شخص کو خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ سؤر کا گوشت بالکل نہ کھائے، خواہ اسکا سرکاری معائنہ ہُوا ہو یا نہ ہُوا ہو، تاوقتیکہ اسے مناسب طریقہ پر پکا نہ لیا گیا ہو۔" لیکن دشواری یہ ہے کہ جہاں تک پکانے کے معیار کا تعلق ہے یہ معلوم کرنا بہت ہی مشکل ہے کہ کتنی حرارت پانے پر وہ کیڑا مرتا ہے۔ تنور میں پکانے سے تو وہ یقیناً نہیں مرتا۔ کچّے گوشت پر جو مصالحے لگائے جاتے ہیں ان سے صرف وہ تھوڑے سے کیڑے مرجاتے ہیں جو اوپر کی سطح پر ہوں، اور جو گہری تہوں میں ہیں وہ ہمیشہ زندہ بچ جاتے ہیں۔ ویسٹ فیلیا میں گوشت کو دھُواں دینے کی رسم ہے لیکن اس کا کوئی اثر ٹرائی کینا پر نہیں ہوتا۔ زندہ سؤر میں بھی یہ بیماری کبھی نہیں پہچانی جا سکتی اور مرنے کے بعد گوشت کا معائنہ بھی قابل اعتبار نہیں ہے۔ جرمنی میں اس بیماری کے چھ ہزار تین سو اُنتیس مریضوں میں سے بتیس فیصدی ایسے تھے جنہوں نے وہ گوشت کھایا تھا جسے معائنہ کر کے ٹرائی کینا سے پاک بتایا گیا تھا۔

اوپر جن انسانی امراض کا ذکر ہُوا ہے اور جن کے متعلّق اس وقت تک تحقیق ہو چکا ہے کہ انکا باعث سؤر ہے، ان سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ کس قدر ضروری ہے کہ ہم اس جانور سے اپنی حفاظت کریں۔ چوہا بیچارہ صرف ایک بیماری انسانوں میں پھیلاتا ہے یعنی طاعون۔ لیکن ہم اس کی نسل کو دنیا سے نابود کرنے کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم سؤر کی جانب بھی اپنی توجہ مبذول نہ کریں۔ ❊

(ہمدرد)

آپنے اب تک ریویو اُردو کو کتنے خریدار دیئے ہیں؟ اور اس کی اعانت میں کیا حصّہ لیا ہے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جوالاجی کی جوت

ضلع کانگڑہ کے مشہور مندر جوالا مکھی میں جو شعلہ ہائے آگ روشن ہیں۔ وہ بذاتہ آگ نہیں ہیں۔ بلکہ اس پہاڑی سے جسپر مندر مذکور واقعہ ہے۔ ایک بے بُو جلنے والی گیس نکلتی ہے۔ جس کو بذریعہ دیا سلائی جلایا جا سکتا ہے۔ اور بجھایا بھی جا سکتا ہے +

نوا تروں کے دنوں میں پُوجاری لوگ بہت سی جگہ پر اس گیس کو جلاتے ہیں۔ اور نوا تروں کے بعد بعض مندر کے متعدد مقامات پر دوامی جلتی رکھی جاتی ہے۔ جب مندر کو دھویا یا صاف کیا جاتا ہے۔ تو قریباً تمام شعلوں کو بجھا دیا جاتا ہے۔ اس جگہ نہ کوئی لاوا نکلا ہے۔ اور نہ ہی کوئی دوسرا مادہ +

مندر سے تھوڑے ہی فاصلہ پر ایک مقام ہے۔ جسے گورکھ ٹبی بولتے ہیں۔ آپ وہاں ایک چھوٹا سا پانی کا حوض دیکھیں گے۔ اس میں ٹھنڈا پانی کھولنے کی آواز ہر وقت دیتا رہتا ہے۔ جب دھوپ یا دیا سلائی اس میں روشن کی جاتی ہے۔ تو حوض کی گیس کو یک دم آگ لگ جانے سے ایک بھبھوکا اُٹھتا ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں بُجھ جاتا ہے۔ بوقت تعمیر مندر کاریگر نے اس کی دیواروں کے اندر اس قسم کے مختلف راستے رکھے ہوئے ہیں۔ جن کے راستہ مختلف جگہ پر گیس نکلتی رہتی ہے۔ اور جلانے پر جلتی رہتی ہے۔ اسلئے ایک سوراخ کے کسی وجہ سے بند ہو جانے سے اور اس جگہ کی گیس کے نہ جلنے سے کسی زلزلہ وغیرہ کا اندیشہ نہیں ہو سکتا + (آریہ گزٹ لاہور)

ایک قضیہ کا علمی فیصلہ

{شیعی اصحاب کی عقیدت اپنے ائمہ کے باب میں ایسی بڑھی ہوئی ہے کہ وہ ہر نادر بات کو انہی کی طرف منسوب کر دیا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (ایڈیٹر)}

ایک شخص نے قسم کھائی کہ اپنے مقید غلام کے قدم سے بیڑی جدا نہ کریگا، جب تک اُسکے وزن کے برابر صدقہ نہ دے لیگا (خواہ سونا ہو یا چاندی) قسم کھانے کو تو کھالی مگر جب اُسکے وزن کا خیال آیا تو اُسے اپنی قسم کا پورا ہونا محال نظر آیا کیونکہ جب تک بیڑی پیر سے نکالی نہ جائے اُسکا وزن کیونکر معلوم ہوگا (یہ اس زمانہ کا ذہن اور یہ فراست کی انتہا تھی) گھبرایا اور خدمت جناب امیر علیہ السّلام میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا آپنے فرمایا کہ اُس کا پیر بیڑی سمیت پانی سے بھرے ہوئے ظرف میں رکھا جائے رکھا گیا، اور اُسکے پیر میں پانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی بلندی پر نشان دیکر بیڑی اٹھوائی پانی نیچے اُتر گیا، حکم دیا برادہ آہن ڈالو، اس قدر برادہ ڈالا گیا کہ پانی اونچا ہو کر نشان تک پہنچ گیا، فرمایا اسی برادہ کے ہم وزن صدقہ دیدے،

دو باتیں، پہلی یہ کہ آپ نے بیڑی اُٹھوانے کے بعد صدقہ کی چاندی یا سونے کا برادہ نہ ڈلوایا، بلکہ لوہے ہی کا برادہ ڈلوا کر بتا دیا کہ معدنیات گو حجم میں برابر ہوں وزن میں ضرور مختلف ہوتے ہیں، اگر برادہ آہن کے عوض برادۂ نقرہ یا طلا دیا جاتا تو حجم کے لحاظ سے وہ مقدار پوری ہو جاتی جو پانی کو پہلے بلندی تک پہنچا دے لیکن بیڑی اور برادہ کے وزن میں اختلاف نوعی ضرور باقی رہتا اور اس شخص کی قسم پوری نہ ہو سکتی، اس عمل سے آپ نے یہ اشارہ فرمایا کہ کشش ارضی ایک قانون فطری ہے لیکن اشیاء کا تاثر اختلاف نوعی کے سبب مختلف ہے،

دوسری یہ کہ پیر میں تھی بیڑی اور آپ نے ڈلوایا برادہ اس سے یہ اشارہ کیا کہ کسی شئے کی ایک خاص مقدار گو کسی شکل میں بھی ہو اتنی ہی فضا کو پُر کریگی جتنی فضا کو ایک شکل میں بھر سکتی ہے، مثلاً موم کی ایک پاؤ کی مقدار اگر مربع شکل میں لائی جائے تو اتنی ہی جگہ لے سکتی ہے جتنی جگہ وہی مقدار مثلث مخمس، اور مسدس شکل میں، البتہ موم کی شکل کے بدلنے سے جگہ کی شکل بھی بدلتی جائے گی لیکن مقدار فضا سب کی ایک ہی رہیگی یعنی اگر مثلث و مخمس و مسدس شکلوں کو بقاعدہ کسر مربع شکل میں لایا جائے تو موم نے اپنے مربع ہونے کی شکل میں جتنی جگہ لی تھی اتنی جگہ ان تینوں شکلوں کے کسر میں بھی نکلیگی نہ کم نہ زیادہ، بیڑی کے اجزاء متصل اور برادہ کے اجزاء متفرق، دونوں کی شکلیں جُدا جُدا، لیکن اُن کی جگہیں ایک، اور حجم بھی ایک، پھر ایک ہی نوع ہونے کی وجہ سے وزن بھی ایک، اس ترکیب سے بیڑی کا وزن معلوم ہو گیا، حضرت کے اس ایک عمل سے دو علموں کا پتہ لگا، اگر اُس زمانہ کے افراد ان علوم سے بہرہ ور ہوتے تو کوئی بات نہ تھی، یا آج اگر کوئی شخص ایسے مسئلہ کو اس عنوان سے حل کردے تو محل تعجب نہیں ہے، قابل تعجب وہ فرد ہے جس کی راتیں عبادت میں بسر ہوتی تھیں اور دن عیال کا نفقہ بہم پہنچانے یا باغوں میں آبپاشی کرنے میں گذرتا تھا، نہ مدرسہ نہ تعلیم گاہ نہ آلات تحقیق و تجربہ اور نہ اس زمانہ کی آب و ہوا ابھی اسکے موافق۔ لیکن جب اُمّت رسول کی مشکل حل کرنے پر آیا تو علوم کے دریا بہتے ہوئے دکھائی دیئے ۔ (الواعظ)

دَورِ جدید } مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور موجودہ حالات میں ان کو بروقت اور صحیح رہنمائی کے لئے یہ ہفتہ وار اخبار لاہور سے نکلتا ہے۔ پانچ روپے سالانہ قیمت ہے۔ ذی استطاعت احباب سے سفارش کی جاتی ہے کہ وہ اس کے خریدار بن کر فائدہ اُٹھائیں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حزب اللہ

میں نے اخبارات میں پڑھا۔ کہ جلالپور کیکناں کے سجادہ نشین جناب سید محمد فضل شاہ صاحب نے ایک کتاب حزب اللہ کے نام سے لکھی ہے جس میں مسلمانوں کو ترقی کی راہیں بتائی ہیں۔ یہ کتاب شوق سے منگوائی اور پڑھی۔ پڑھکر طبیعت بہت مسرور ہوئی۔ کہ الحمدللہ ایک سجادہ نشین نے اپنے خاندانی طریق مراقبات سے (جہاں تک انکا تعلق شفقت علیٰ خلق اللہ سے ہے) صحیح فائدہ اُٹھایا۔ آپ البقاء للاصلح کے ماتحت لکھتے ہیں:

"جس قوم کے اشخاص تن آسانیوں میں پڑکر اور عیش پرستیوں میں مبتلا ہوکر غفلت وجمود، تعطل وسکون اور گراں خوابی کا شکار ہو جائیں اور انکی طبیعتیں جبن ونامردی اور خساست، و رذالت کے خصائل رذیلہ کی خوگر دہ عادت پذیر ہونے لگیں قدرت کا زبردست ہاتھ انکی تعزیر و تعذیب کے لئے بڑھتا ہے اور محکومی غلامی کے طوق لعنت انکے گلے میں ڈال دیئے جاتے ہیں دوسری قومیں اُن سے نفرت وحقارت کرنے لگتی ہیں اور دُنیا بھر کے عیب اور زمانے بھر کے نقائص ان میں پیدا ہو جاتے ہیں تاوقتیکہ ان میں پھر کوئی مُصلح اور کوئی ریفارمر پیدا ہوکر از سرِ نو انکے بظاہر زندہ مگر حقیقتہً مُردہ جسموں میں رُوح حیات پھونکدے وہ صدیوں اور قرنوں تک اسی ناگفتہ بہ حالت میں چلے جاتے ہیں قوموں کی ترقی وتنزّل، ارتقاء و انحطاط، بلندی وپستی، رفعت وذلّت کا یہ سلسلہ اُسوقت تک قائم رہیگا جبتک اس دنیا کا قیام ہے۔ کیونکہ یہ خدا کی قائم کردہ سُنّت ہے، قدرت کا اٹل قانون ہے اور فطرت کا ناقابل تغیّر ناموس ہے۔

وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا" صٰ

شاہ صاحب نے کسی اُمّت کے بگڑنے اور انکی اصلاح کے متعلق جو عام سُنّت اللہ ہے وہ چند الفاظ میں بتادی ہے مگر اس سے خیال ہو سکتا تھا شاید وہ کسی انجمن کو اسکی اصلاح وفلاح کا ضامن قرار دے لیں۔ مگر نہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں انہوں نے بتادیا ہے کہ یہ کام صرف ایک شخصیّت کا ہوتا ہے ملاحظہ ہو مندرجہ ذیل اقتباس:-

"تاریخ کی ورق گردانی سے ہمیں تو کوئی ایسی جماعت نظر نہیں آتی، جس نے من حیث القوم یا من حیث الجماعت بلا کسی خاص شخصیّت کی راہنمائی کے اپنے اندر کوئی انقلاب، کوئی تغیّر اور کوئی تبدیلی پیدا کرلی ہو۔ اِصلاح ودرستی ہمیشہ عظیم الشان شخصیتوں اور بلند پایہ ہستیوں ہی کے ذریعہ ہُوا کرتی ہے" صلا

مگر کیا یہ شخصیّت خود بخود اُٹھ کھڑی ہو۔ یا خانہ ساز لیڈر مراد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:-

"مقصود یہ تھا کہ تاوقتیکہ بعض اشخاص وافراد کے دل میں احساس زیاں کے بعد جذبہ کار پیدا نہ ہو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور ایک شخصیت اصلاح کے لئے میدانِ عمل میں نہ آئے کسی قوم کا پستی سے اُٹھ کر ترقی کرنا بیحد مشکل ہے کارساز حقیقی نے جب کبھی چاہا کہ کسی قوم کی حالت سُدھار دی جائے اور تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کے مطابق کسی جماعت کو قعرِ مذلت و گمنامی سے نکال کر اوج ترقی و بام ارتقا تک پہنچا دیا جائے تو اسی میں سے ایک فرد کو اس فرض کی تکمیل کے لئے منتخب کر لیا گیا اور مقلب القلوب نے اس فرد کے جسم میں ایک ایسی رُوح پھونکدی، اسکے دل میں ایک ایسی تڑپ پیدا کر دی اور اسکے عزائم کو ایسا مستحکم اور استوار بنا دیا کہ بڑی سے بڑی مشکلات اور تکالیف بھی اسکے حوصلوں کو پست اور اسکے ارادوں کو کمزور نہ کر سکیں اور جو قدم وہ اصلاح قوم کی خاطر اُٹھا رہا اُسے کبھی پیچھے ہٹانے کی نوبت نہ آئی" صفحہ ۱۱

اس میں صاف اقرار ہے کہ مقلب القلوب اس فرد میں رُوح پھونکتا ہے یعنی خدا تعالیٰ اسے مبعوث کرتا ہے۔ اگر یہ اجمال کسی تفصیل کا محتاج تھا۔ تو شاہ صاحب مکرم نے معاملہ مبہم نہیں رہنے دیا۔ وہ ایک عنوان بعثت انبیاءؑ قائم کرتے ہیں اور اسکے ماتحت انبیاءؑ کے مبعوث ہونے کی غرض نہایت خوبصورت الفاظ میں رقم فرماتے ہیں:۔

"غرض انبیاء علیہم السّلام کے منجانب اللہ بطور پیغام رسان اور انسان و خداوند کریم کے درمیان ترجمان بن کر آنے کی غرض ایک اور صرف ایک ہے کہ وہ غلط رو اور جہل مرکب میں گرفتار ہو جانے والے حیوان ناطق کو صحیح راستہ دکھا دیں، نوعِ انسانی کے تمام افراد کو ایک مرکز پر اکٹھا کر دیں اور اُن تمام اختلافات کو جنکا تعلّق عقائد سے ہو یا اعمال سے، طریق معاشرت سے ہو یا طرز بود و ماند سے دُور کر کے انسانوں کے درمیان ایک ایسا اشتراک عمل اور وحدت کار پیدا کر دیں جس پر چل کر، جس پر مجتمع ہو کر اور جس پر متحد ہو کر وہ خلیفۃ اللہ فی الارض کے لقب سے صحیح طور پر موسوم ہو سکیں، تہذیب و تمدّن کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں، دنیا میں عزت و آبرو حاصل کر لیں اور آخرت میں بھی اُنہیں سُرخروئی نصیب ہو۔" ص۱۲

اور پھر اخیر میں اپنا منشاء اس تحریر سے کُھلا کُھلا ان الفاظ میں بتاتے ہیں:۔

"ہم یہ بتانا چاہتے تھے کہ جبتک قوم میں کوئی ایسا فرد پیدا نہ ہو جسے قدرت کی طرف سے بصارت سے بڑھکر بصیرت رکھنے والی آنکھ، غور و فکر کرنے والا دماغ اور تڑپنے والا دل عطا کیا گیا ہو اور جس کی ساری زندگی اصلاح قوم، جس کی ساری حیات بہبودِ ملّت اور جس کی زیست خدمت بنی نوع کے لئے وقف ہو تب تک قوم من حیث القوم اپنی غلطیوں پر متنبہ، اپنی غفلت شعاریوں سے آگاہ اور اپنی بے اعتدالیوں سے واقف ہو کر اپنی اصلاح نہیں کر سکتی اور انبیاء علیہم السّلام کی بعثت کا، اولیائے اُمّت و مجدّدین کے ظہور کا اور ہادیانِ ملّت و رہنمایانِ قوم کی آمد

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا راز صرف اسی میں مضمر ہے" ص۱۳

"بعثت مجددین | اس میں شک نہیں کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے اور اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا کے نازل ہونیکے بعد خدا کے دین کی تکمیل اور نعمتوں کا اتمام ہو گیا ہے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت و رسالت ہو وہ نص قرآنی وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا صریح منکر ہے اور لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ والی حدیث کا جاحد ہے لیکن عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اور اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مُجَدِّدًا مَنْ يُّجَدِّدُ لَهُمْ دِيْنَهُمْ کے حسب ارشاد اب وہی فرض تبلیغ جس کی ادائیگی انبیائے بنی اسرائیل کے ذمہ تھی علمائے امت محمدی سے متعلق ہو چکی ہے اور پھر ہر صدی کے آغاز میں ایک مجدد کا آنا اور اس کا امت مرحومہ کو از سر نو وہ سبق یاد دلانا جو آج سے تیرہ سو سال پہلے اسے پڑھایا گیا تھا ہمارے پیش کردہ نظریئے کو زیادہ تقویت دینے والا ہے اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (پ ۲۶ ع ۱)" ص۱۴

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی رسالت و نبوت ہونا ایک بحث طلب مسئلہ ہے اور میں اس میں نہیں پڑنا چاہتا صرف اتنا عرض کیئے دیتا ہوں۔ کہ احمدی جماعت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے مدعی نبوت و رسالت کی قائل نہیں جو آپکے ذہن میں ہے۔ وہ جب کسی پاک وجود پر نبی کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ و ظہور امور غیبیہ ہوتی ہے۔ ہاں شاہ صاحب ہر صدی کے سر پر مجدد کی بعثت کے قائل ہیں اور یہ سوال انکے لئے حل طلب ہے کہ یہ صدی یا وجود عالمگیر مفاسد کے خالی گئی ہے یا کوئی وجود ہے جو خدا کی پھونکی ہوئی رُوح سے بولا ہو۔ اور ماموریم و بحلیۂ ماثور آمدم کا نعرہ لگاتا ہو۔ اسکا جواب اسی کتاب کے آئندہ صفحات میں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آپنے امت اسلامیہ کی زبون حالی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے :۔

"موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کی حالت پر اگر ایک نظر عبرت ڈالی جائے تو پھر بلا شبہ فرط ندامت و انفعال سے اپنا منہ گریبان میں ڈالنا پڑتا ہے کیونکہ پہلے مسلمانوں کے جو اوصاف بطور "مشتے نمونہ از خروارے" بیان کیئے گئے ہیں ہم مسلمان بالکل ان کی نقیض اور ضد واقع ہوئے ہیں اور انکے اخلاق و عادات اور ہمارے خصائل و شمائل میں صریح تباین و تناقض اور تضاد و تخالف ہے" ص۲۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی پر اکتفا نہیں شاہ صاحب کے دل میں درد ہے اسلئے وہ زیادہ وضاحت سے لکھتے ہیں اور ٹھیک لکھتے ہیں:۔

"اور اگر جہان بھر کے فرزندانِ توحید کو جسم واحد سے تعبیر کیا جائے اور مختلف ممالک کے مسلمانوں کو اُس جسم کے مختلف اعضاء جوارح قرار دیا جائے تو آپکو ایک عضو بھی ایسا نہ ملیگا جو صحیح و سالم ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غفلت و خود فراموشی اور تعطل وجمود کے خواب گراں میں ساری قوم ہی تانے پڑی سو رہی ہے"

پھر ارشاد ہوتا ہے:۔

"غرض "اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی ہے" کے مطابق موجودہ مُسلمانوں کی ایک بھی حرکت اور ایک بھی طریق عمل ایسا نہیں جسے قابل تعریف قرار دیا جاسکے خواہ اسکا تعلق اعتقادات سے ہو یا اعمال سے، عبادات سے ہو یا معاملات سے، طرز معاشرت سے ہو یا طریق بود و ماند سے"

جہاں دُنیا کی قومیں معراج ترقی کی طرف سُرعت رفتار سے تگ و دو میں مصروف ہیں وہاں ہمارے مسلمان بھائی نہایت تیزی سے تنزّل و انحطاط اور پستی و مذلّت کی طرف جارہے ہیں اور لطف یہ ہے کہ اپنی اس حالت زبوں اور کیفیّت مذموم کا انہیں خیال تک نہیں ××× باوجودیکہ سینکڑوں اور ہزاروں علل و اسقام ان پر متسلط ہو رہے ہیں۔ نااتفاقی، فرقہ بندی، بیدینی، بدعملی، افلاس و احتیاج رُسوم و رواج، محکومیّت و غلامی کی لعنتوں میں وہ گرفتار ہیں اور دُنیا میں کوئی ایسی اخلاقی بیماری نہیں جو اُنکے کمزور اور قوّت مدافعت سے عاجز جسم پر حملہ آور نہ ہو رہی ہو مگر بے پروائی غفلت اور فاقہ مستی کا یہ عالم ہے کہ وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور اپنی اس ناگفتہ بہ حالت کے باوجود خاموشی سے ایام زندگی بسر کر رہے ہیں یہ توکّل و قناعت نہیں بلکہ خود فراموشی ہے جو مرض الموت کی صحیح علامت ہے اور مریض اِسلام کی کش مکش حیات کا آخری سکون ہے" صـ ۲۷

اس میں بتادیا ہے کہ اُمّت اسلامیہ کا کوئی حِصّہ کوئی عضو بیماری سے خالی نہیں بیماری بھی معمولی نہیں اسلئے فرماتے ہیں:۔

"معمولی بیماریاں ایک عطائی کے نسخہ سے بھی اچّھی ہو سکتی ہیں لیکن تپ دق یا سِل کے لئے کسی حکیم حاذق یا لائق ڈاکٹر کے طویل علاج کے بغیر چارہ نہیں" صـ ۲۹

یعنی معمولی صوفی اور مُلّا اس کا علاج نہیں کر سکتے اس کے لئے تو ایک محمّدی مسیحؑ کی ضرورت ہے تاکہ مُسلمانوں کو قرون اولیٰ کا نقشہ دکھادے اور پھر صحابہ کرامؓ کا زمانہ آنکھوں کے سامنے پھر جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چنانچہ لکھا ہے:-

"واحد علاج | مسلمان اگر ترقی کر سکتے ہیں، انکی موجودہ کمزوریاں اگر رفع ہو سکتی ہیں دیگر اقوام عالم میں انکا درجہ اگر بلند ہو سکتا ہے تو اسکا صرف ایک چارہ کار، صرف ایک حلِ مشکل ہے ×× اور وہ یہ کہ مسلمان اپنی روش، اپنی طرز اور اپنے رویہ کو فی الفور تبدیل کر دیں ×× × اپنا دیرینہ تمدّن، دیرینہ تہذیب اور دیرینہ طریق معاشرت اختیار کر لینا چاہیئے ××× انکی نجات کا واحد ذریعہ، انکی فوز و فلاح کا واحد سبب اور انکی دارینی ترقی کا واحد موجب صرف یہی ہے کہ وہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی تقلید کریں انکے نقشِ قدم پر چلنے لگیں" صـ ۳۳

ان برگزیدہ لوگوں میں کیا بات تھی۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ حیات اجتماعی اور عملی زندگی۔ وہ ہزاروں تھے مگر بمنزلہ فرد واحد کے تھے انکا ایک مرکز تھا۔ انکی زندگی ہمہ عمل تھی۔ وہ صرف نماز روزہ ہی کو اسلام نہیں سمجھتے تھے بلکہ اخلاق و تمدّن کا ہر شعبہ انکی حیات ایمانی کا جزو تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک علیٰ قدر مراتب و توفیق اشاعت اسلام کرتا تھا۔ مطالعہ کیجئے مندرجہ ذیل الفاظ:-

"عمل سے مقصود عبادات اور معاملات دونو ہیں اور جہاں ایک تارک صوم وصلوٰۃ بدعمل کہلا سکتا ہے وہاں ایک بدمعاملگی کرنیوالا بھی نیک عمل نہیں رہ سکتا اور مسلمانوں کی اس سے زیادہ بدقسمتی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اوّل تو اُنکے بداعمال لوگوں میں ایسے افراد کی کثرت ہے جو بے دین بھی ہوں اور بدمعاملہ بھی، اگر کہیں کسی نے نماز، روزہ شروع کر دیا تو حقوق العباد کی پروا نہیں اور ایک پروفیسر کے لئے مذہبی رسوم کی ادائیگی فیشن کے خلاف ہے فضلّوا فاَضلّوا ×× ××× ×آج چین، جاوا، سماٹرا اور فلپائن میں مسلمانوں کی تعداد لاکھوں اور کروڑوں تک پُہنچی ہوئی ہے تو یہ کس کی کوششوں کا نتیجہ ہے ان عملی زندگی رکھنے والے اسلامی تعلیم کے زندہ نمونوں اور دین فطرت کے علَم برداروں کی مساعی جزیلہ کا جو ان ممالک میں تجارت کی خاطر یا صنعت و حرفت کی خاطر گئے مگر علاوہ ظاہری فوائد اور منافع کے یا اخروی ثواب بھی حاصل کرتے آئے کہ اسلام کے جس نورِ ہدایت نے فاران کی چوٹیوں کو منوّر کیا تھا اسکی ایک جھلک ان لوگوں کے ذریعہ چین و جاپان تک جا پُہنچی، ایک کرن یورپ کے ظلمتکدہ پر ڈالدی گئی اور ایک دلکش نظارہ افریقہ کے حبشیوں نے دیکھ لیا" صـ ۴۰ و ۴۱

مگر ہماری حالت کیا ہے:-

"آج ہمارا طبقہ صوفیہ کیوں موردِ طعن و تشنیع ہو رہا ہے؟ لوگوں کی ذہنیتوں میں کیوں کوئی انقلاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا نہیں ہوتا؟ غفلت اور جمود سے ہماری قوم کیوں چھٹکارا حاصل نہیں کرتی؟ اور کیا وجہ ہے کہ دوسری قومیں تو شاہراہ ترقی پر نہایت سُرعت رفتار سے چل رہی ہیں مگر ہماری قوم جو ہمارے پیشکردہ نظریہ کے مطابق سب قوموں سے افضل و اعلیٰ ہے رجعت قہقری میں گریز پا ہو رہی ہے اسکی وجہ ایک اور صرف ایک ہے کہ مسلمانوں میں عملی قوّت مفقود ہو چکی ہے۔ اُنکو باتیں بنانا خوب آتا ہے مگر میدان عمل کے وہ مرد نہیں ہیں حالانکہ ترقی یافتہ قومیں زبانی جمع خرچ کم کیا کرتی ہیں اور عمل زیادہ۔ × × × اگر مسلمان بھی چاہتے ہیں کہ انہیں اقوام عالم میں پھر خصوصیت امتیازی حاصل ہو × × × تو انہیں فی الفور اپنے اندر ایک زبردست تبدیلی کر لینی چاہیئے۔"

شاہ صاحب نے مان لیا کہ عملی قوّت ہم میں مفقود ہے اور وسیلہ فلاح ایک زبردست تبدیلی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ تبدیلی کرے کون؟ بیمار ضعیف و زار کو اُٹھ کھڑے ہو اُٹھ کھڑے ہو۔ کام کرو۔ کام کرو۔ کہنے سے کیا بنتا ہے۔ کوئی مسیح دم ہی ہو تو الفاظ۔ کو وجود کا جامہ پہنائے۔

شاہ صاحب اتحاد بین المسلمین کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اور رقم فرماتے ہیں:۔

"آج مسلمان جن مصائب و تکالیف میں مبتلا ہیں۔ جس تنزّل و انحطاط میں پڑے ہوئے ہیں اور زمانہ کے جو جو ظلم و ستم برداشت کر رہے ہیں اُسکا ایک بہت بڑا سبب انکی تفرقہ بندی، انکی نا اتفاقی اور انکی بدنظمی ہے۔ ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک قبلہ اور ایک کتاب رکھنے والے مسلمان فروعی اختلافات پر لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ × × × ہمارا یہ منشاء نہیں کہ مسلمان اپنے فروعی اختلاف کو چھوڑ دیں اور اہل سنّت و الجماعت اہل تشیع کے عقائد کے پیرو بن جائیں یا اہلحدیث اہل قرآن کے ہمخیال ہو جائیں اور نہ اس قسم کی تحریکات کامیاب ہو سکتی ہیں۔ لیکن کم از کم اسلام کی عزّت و حرمت پر، خدا اور اُسکے رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلّم کی عزّت و حرمت پر اور قرآن کریم اور کعبۃ اللہ کی عزّت و حرمت پر تو انہیں عملاً متحد ہو جانا چاہیئے جبکہ ان معاملات میں اعتقاداً تمام فرقے متحد ہیں۔ × × × حقیقت یہ ہے کہ آجکل فساد و عناد، بُغض و حسد، ذاتی اغراض اس حد تک تمام لوگوں اور بالخصوص مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں سرائت کر چکے ہیں کہ دعوت اتحاد بین المسلمین بھی ایک جرم سے کم نہیں" صفحہ ۴۷

ایک آرزو ہے جو رہ رہ کر زبان پر آتی ہے مگر موجودہ حالات دیکھتے ہوئے دل بے دل ہو کر بیٹھ جاتا ہے۔ آخر کار اکرے دردناک الفاظ میں مافی الضمیر ظاہر کیا ہے:۔

"مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک وہ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مطابق خدا کی رسّی اور حبل المتین کو مضبوطی سے نہیں پکڑینگے اور انفرادی زندگی کی لعنت سے اپنے آپکو پاک وصاف کرکے اجتماعی حیات کی نعمتِ عظمٰی سے مالامال نہ ہو جائینگے تب تک اُنکی زندگی غلامی کی زندگی ہے۔ اُنکی زندگی بے عزّتی کی زندگی ہے۔ اُنکی زندگی بیحیائی کی زندگی ہے ×××× اس اجتماعی حیات کی جنس گراں مایہ کے حاصل کرنے کی خاطر مرکزیت کی ضرورت ہے ایک نظام کی ضرورت ہے، ایک سلک کی ضرورت ہے جس میں سب مسلمان منسلک ہو جائیں۔ ایک لڑی کی ضرورت ہے جسمیں سب موتی پرو دیئے جائیں اور جبتک مسلمانوں کا بکھرا ہُوا شیرازہ یکجا نہ ہوگا اُنکی منتشر طاقتیں مجتمع نہ ہونگی اور اُنکا بگڑا ہُوا نظام از سرِنو درست نہ ہوگا تب تک وہ اجتماعی حیات کے محاسن و فوائد سے مستفید و مستفیض نہیں ہو سکتے۔ ×× ×× ×

اجیبوا داعی اللہ | آؤ ہم سب مِل کر اسلام کو بدنام ہونے سے بچائیں۔ مسلمانوں کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو حوادث کے تھپیڑوں سے نجات دلائیں اور نعرۂ توحید سے وحدت اسلامی کا سبق سیکھ کر دنیا کو بتا دیں۔ ×××× × تاوقتیکہ ایک کثیر جماعت کوئی متحدہ طریق عمل قائم نہ کرے ایک شخص کی آہ و بکا صدا بہ صحرا ثابت ہوگی۔ مَیں نے اپنی دانست اور سمجھ کے مطابق ایک نسخہ تجویز کر دیا ہے، ایک نصب العین سامنے رکھدیا ہے، ایک طریق کار بتلا دیا ہے اُسپر عمل کرنا یا نہ کرنا اُسپر چلنا یا نہ چلنا اور اُسے اختیار کرنا یا نہ کرنا آپکے اختیار میں ہے ×× وہ نصب العین کیا ہے، وہ طریق کار کونسا ہے؟ وہی جو پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ "عملی زندگی" اور "اجتماعی حیات" کو اختیار کر لو یا سادہ الفاظ میں "ایک بنو اور نیک بنو۔" صفحہ ۴۹-۵۰-۵۱

درست فرمایا حضرت شاہ صاحب نے۔ مگر یہ نظام یہ مرکزیت از خود قائم نہیں ہو سکتی اسکے لئے قائم بامر اللہ چاہیئے۔ مامور من اللہ کی آواز چاہیئے۔ وہی تزکیہ نفوس کرے وہی مُردوں میں از سرِنو جان ڈالے وہی نقطۂ مرکزی ہو۔ وہی کعبۂ مقصود اور قلوب۔ اسی کی طرف منجذب ہوتے چلے جائیں۔ یہی سُنّت اللہ ہے ولن تجد لسنّۃ اللہ تبدیلا۔

ان مُردوں سے کچھ نہیں ہو سکیگا۔ ان میں سے کوئی گروہ کوئی طائفہ نہیں جو یہ کام کر سکے یہ مَیں نہیں کہتا آپ خود تسلیم کر رہے ہیں:-

"مریض کے جسم کا کوئی حِصّہ بھی ایسا نہیں جو ماؤف نہ ہو چکا ہو، کوئی بھی قوّت ایسی نہیں جو معطّل نہ ہو چکی ہو اور اعضاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جسے صحیح و سالم قرار دیا جا سکے۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو اگر جسم اسلامی کے مختلف اعضاء و جوارح تسلیم کر لیا جائے تو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں۔ اور جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں یہ علم محض خدا تعالیٰ کو ہے کہ اسکے نزدیک باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں کے کس پر ابھی تک اتمام حُجّت نہیں ہوا۔ ہمیں دعویٰ سے کہنا نہیں چاہیئے کہ فلاں شخص پر اتمام حُجّت نہیں ہوا۔ ہمیں کسی کے باطن کا علم نہیں ہے۔ اور چونکہ ہر ایک پہلو کے دلائل پیش کرنے اور نشانوں کے دکھلانے سے خدا تعالیٰ کے ہر ایک رسولؐ کا یہی ارادہ رہا ہے کہ وہ اپنی حُجّت لوگوں پر پوری کرے۔ اور اس میں خدا بھی اسکا مؤیّد رہا ہے اسلئے جو شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ مجھ پر حُجّت پوری نہیں ہوئی وہ اپنے انکار کا ذمّہ وار آپ ہے۔ اور اس بات کا بارِ ثبوت اسی کی گردن پر ہے۔ اور وہی اس بات کا جوابدہ ہوگا کہ باوجود دلائل عقلیہ اور نقلیہ اور عمدہ تعلیم اور آسمانی نشانوں اور ہر ایک قسم کی رہنمائی کے کیوں اس پر حُجّت پوری نہیں ہوئی۔ یہ بحث محض فضول اور فرضی بکواس ہے کہ جس پر حُجّت پوری نہیں ہوئی وہ باوجود اسکے کہ اس نے اسلام پر اطلاع پائی انکار کی حالت میں نجات پا جائیگا۔ بلکہ ایسے تذکرہ میں خدا تعالیٰ کی ہتک ہے۔ کیونکہ جس قادر توانا نے اپنے رسولؐ کو بھیجا اسکی اسمیں کسرِ شان ہے اور نیز تخلّفِ وعدہ لازم آتا ہے کہ باوجود اسکے کہ اس نے یہ وعدہ بھی کیا۔ کہ میں اپنی حُجّت پوری کرونگا پھر بھی وہ مکذّبین پر اپنی حُجّت پوری نہیں کر سکا اور انہوں نے اسکے رسولؐ کی تکذیب بھی کی اور پھر نجات بھی پا گئے۔ اور ہم جب خدا تعالیٰ کے نشانوں کو دیکھتے ہیں جو اس نے دینِ اسلام کیلئے ظاہر کیئے۔ اور پھر ہم دلائل عقلیہ اور نقلیہ کو دیکھتے ہیں اور ہزارہا خوبیاں اسلام میں پاتے ہیں جو غیر قوموں کے مذاہب میں نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف ترقی کرنے کا دروازہ محض اسلام میں ہی کھلا دیکھتے ہیں۔ اور دوسرے مذاہب کو ایسی حالت میں پاتے ہیں کہ وہ یا تو مخلوق پرستی میں گرفتار ہیں - اور یا خدا تعالیٰ کو خالق الکل اور مبدء الکل اور سرچشمہ کُل فیوض کا نہیں مانتے تو ہمیں ایسے لوگوں پر افسوس آتا ہے جو ان بیہودہ باتوں کو دنیا میں پھیلاتے ہیں کہ جو شخص اسلام پر اطلاع تو رکھتا ہو مگر اس پر اتمام حُجّت نہ ہو۔ وہ نجات پائیگا۔

(۱۳) منکرِ بلا اتمام حُجّت بھی ایک قسم کا بیخبر ہے یہ ظاہر ہے کہ صحیح واقعات کو نہ ماننا گو عمداً نہ ہو۔ تب بھی وہ نقصان رساں ہوتا ہے۔ مثلاً طبیبوں نے یہ اشتہار دیا ہے کہ آتشک زدہ عورت کے نزدیک مت جاؤ۔ اور ایک شخص نے ایسی عورت سے صحبت کی۔ اب اسکا یہ کہنا بیفائدہ ہوگا کہ میں طبیبوں کے اس اشتہار سے بیخبر تھا مجھے کیوں آتشک ہو گئی۔ باوا نانک صاحب نے سچ کہا ہے۔ ع منندے کمیں نانکا جد کد منہ ماہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کونسا حصّہ جسم ایسا ہے جسپر نزلہ نہیں گر چکا یا جو مفلوج نہیں ہو چکا یا جس میں سے حرارت غریزی کُلّیتہً مفقود نہیں ہو چکی۔ علمائے اُمّت کو لیجئے، صوفیائے ملّت کو لیجئے، اُمرائے قوم کو لیجئے سب کے سب یاس وقنوط، نااُمیدی و مایوسی اور خود فراموشی و دل گرفتگی کی زندہ تصویر نظر آئینگے ×× ××× جن کے نقش قدم پر چلنا اور جنکا اتباع کرنا عامۃ النّاس کیلئے اہم ترین فرائض میں داخل ہے پھر جب رہبرانِ قوم ہی خود گُم کردہ راہ ہوں تو کسی کی رہنمائی کیونکر ہو؟ ع او خویشتن گُم است کرا رہبری کند صفحہ ۵۲

اور فرماتے ہیں :-

"سب سے بڑا ماتم اسکے بڑی مصیبت اور لاعلاج مرض تو یہ ہے کہ لوگوں کو راستہ بتلانے والے خود راستہ گُم کرچکے ہیں۔ مصلحین کی اپنی حالت قابلِ اصلاح ہے اور معالج و حکیم خود مرض الموت کا شکار ہو رہے ہیں" صفحہ ۵۳

سو اب فرمایئے کہ جب بقول آپکے "رہبرانِ قوم خود ہی گُم کردہ راہ ہوں تو کسی کی رہنمائی کیونکر ہو؟ ع او خویشتن گُم است کرا رہبری کند"

کتاب کے ۵۳ صفحے ختم ہوئے اس سے آگے شاہ صاحب نے اس خدمت کیلئے اپنا وجود پیش کیا ہے۔ مگر شاہ صاحب اپنی گذشتہ تحریر کو ملاحظہ فرمائیں وہ ان حالات میں سوائے مامور من اللہ کے کسی اصلاح میں کامیابی نہیں دیکھتے۔ اب یا تو وہ کُھلے الفاظ میں یہ دعویٰ کریں تا انکے دعویٰ کو معیار قرآنی پر پرکھا جائے یا وہ اس مُصلح ربّانی و مامور یزدانی کی تلاش کریں اور اس کا پتہ بتائیں۔ مگر نہیں وہ ایک حزب اللہ کا قیام فرماتے ہیں۔ اور ایک ایسی جماعت چاہتے ہیں جسکو ساتھ لے کر وہ یہ مہم سر کرینگے۔ مَیں اسکے متعلّق شاہ صاحب کی خدمت میں کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا۔ آیندہ زمانہ اور اسکے واقعات انکو خود بتلا دینگے۔ کہ وہ کس راہ پر گامزن ہیں۔ اور منزلِ مقصود پر کیونکر پہنچا جا سکتا ہے۔ شاہ صاحب یہ تو دیکھیں کہ حزب اللہ کے افراد میں جو اوصاف وہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ آیا ایک مُردہ قوم میں یہ خود بخود پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیا آجتک ایک مثال بھی ایسی موجود ہے کہ ایک غیر مامور من اللہ اُٹھا ہو اور اس نے ان اوصاف کی مالک ایک جماعت پیدا کر لی ہو ہرگز ہرگز نہیں بہرحال ہم شاہ صاحب کے ممنون ہیں۔ کہ جہاں تک انکے ارادتمندوں کا حلقہ ہو۔ ہمارے لئے رستہ صاف کر دیا ہے یا وہ زمانہ تھا کہ یہ بھی تسلیم نہیں کیا جاتا تھا کہ مسلمان تنزّل میں ہیں یا انکی حالت قابل اصلاح ہے۔ پھر یہ تسلیم کیا جانے لگا تو چارۂ کار کچھ اور بتایا جاتا تھا آخر یہ بھی مان لیا کہ ایک مرکز ایک امام ایک جماعت کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد اب صرف **تعیین امام** کا مسئلہ رہ گیا ہے خدا کرے یہ بھی جلد حل ہو جائے ✤ والسّلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے نادانو! جبکہ خدا نے اپنی سُنّت کے موافق اپنے دین قویم کی حُجّت پوری کر دی تو اب اسمیں شبہات کو دخل دینا اور باوجود خدا کے اتمام حُجّت کے بیہودہ باتوں کو پیش کرنا کیا ضرورت ہے۔ اگر درحقیقت خداتعالیٰ کے علم میں کوئی ایسا ہوگا کہ اس پر اتمام حُجّت نہیں ہوُا تو اسکا معاملہ خدا کے ساتھ ہی ہمیں اس بحث کی ضرورت نہیں"

(۱۴) **جہاں دعوتِ اسلام نہیں پُہنچی وہاں کے لوگ بچوں اور مجنونوں کے حکم میں ہیں ۔** } ہاں جو اسلام سے محض بیخبر ہے۔ اگرچہ بیخبری میں مر جائے جیسے نابالغ بچے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پُہنچا وہ معذور ہیں۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸-۱۸۱)

(۱۵) **بکلی بیخبروں کا حکم ازرُوئے مواخذہ** } " یہ تمام آیات ان لوگوں کے متعلّق ہیں جنہوں نے رسولؐ کے وجود پر اطلاع پائی اور رسولؐ کی دعوت انکو پہنچ گئی ۔ اور جو لوگ رسولؐ کے وجود سے بالکل بیخبر رہے اور نہ انکو دعوت پہنچی ۔ انکی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ انکے حالات کا علم خدا کو ہے۔ ان سے وہ وہ معاملہ کریگا جو اسکے رحم اور انصاف کا مقتضا ہے۔" (حقیقۃ الوحی ص۱۲۹ حاشیہ)

نوٹ :- اوپر کی عبارت کے متعلّق جو جلی سُرخیاں اور فقروں کے نمبر ہیں یہ دراصل کتاب میں نہیں بلکہ سہولت کی غرض سے نقل کرتے وقت انکو بڑھایا گیا ہے۔ (خاکسار ناقل)

خلاصہ مضمون عبارت بالا - اس حوالہ میں اصل سوال صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی دعوت سے بکُلّی بیخبر لوگوں کے متعلّق ہے ۔ مگر جواب میں حضورؑ نے جامع طور پر اصولی بحث فرما دی ہے تاکہ اس قاعدہ کُلّیہ کے اندر آپؑ پر ایمان نہ لانے والوں کی تمام اقسام کے کُل احکام آجائیں ۔ اور پھر ساتھ ہی شاہد اور نظیر کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے والے لوگوں کی تمام اقسام کے احکام بھی بیان فرما دیئے ہیں اور اسی ضمن میں قاعدہ کُلّیہ کے طور پر ہر ایک رسول کے انکار اور مُنکرین کا حکم بھی ذکر فرما دیا ہے ۔ اور اس بحث کو اس طور پر بھی حضورؑ نے دو حِصّوں پر تقسیم کیا ہے کہ زیرِ بحث لوگوں کا عند اللہ کیا حکم ہے اور عند الشرع کیا؟ کیونکہ اس سوال کا جواب اس بحث کے بغیر مکمّل نہیں ہو سکتا تھا ۔ اس لئے یہ بحث گویا جدول ذیل کے مطابق حسب ذیل حِصّوں پر منقسم ہے :-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جدول اقسام و احکام غیر مومنین بہ رسول

نمبر شمار	رسولِ خدا جسپر ایمان نہ لایا گیا	قسم غیر مومن	حکم عند اللہ	حوالہ	حکم عند الشریعت	حوالہ
۱	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	منکر و مکذب مع اتمام حجت	قابل مواخذہ ہے	فقرہ نمبر ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱	کافر ہے	فقرہ ۸ و ۱۱
۲	حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	"	فقرہ نمبر ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱	"	"
۳	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	منکر و مکذب بلا اتمام حجت	ناقابلِ مواخذہ ہے	۱۱ و ۱۲	"	"
۴	حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	"	"	"	"
۵	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	بُکلّی بیخبر	"	فقرہ ۱۴	عدم اتمام حجت والے منکروں اور کفار کے نابالغ بچوں اور انکے مجانین کے حکم میں ہے	فقرہ ۱۳ و ۱۴
۶	حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام	"	"	فقرہ ۱ و ۲	"	"

خلاصہ بحث احکام عدم ایمان از حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸ تا ۱۸۱ بصورت جدول

تقسیم احکام	احکام عدم ایمان بر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	احکام عدم ایمان بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
(۱) انکار با وجود اتمام حجت کا حکم عند اللہ	"جس شخص پر میرے مسیح موعودؑ ہونے کے بارہ میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر وہ اطلاع پا چکا ہے وہ قابل مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ مُنہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اُس پر کوئی گرفت نہ ہو" (فقرہ ۳)	"ایسا ہی عقیدہ میرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بارہ میں بھی یہی ہے کہ جس شخص کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوۃ پہنچ چکی ہے اور وہ آپکی بعثت سے مطلع ہو چکا ہے اور خدا تعالیٰ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے بارہ میں اُسپر اتمام حجت ہو چکا ہے وہ اگر کفر پر مر گیا تو ہمیشہ کی جہنم کا سزاوار ہوگا" (فقرہ ۵)

مشترک حکم

"اور اتمام حجت کا علم محض خدا تعالیٰ کو ہے۔ ہاں عقل اس بات کو چاہتی ہے کہ چونکہ لوگ مختلف استعداد اور مختلف فہم پر مجبول ہیں اسلئے اتمام حجت بھی صرف ایک طرز پر نہیں ہوگا۔ پس جو لوگ بوجہ علمی استعداد کے خدا کی براہین اور نشانوں اور دین کی خوبیوں کو بہت آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اور شناخت کر سکتے ہیں یا وہ اگر خدا کے رسول سے انکار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریں تو وہ کفر کے اوّل درجہ پر ہونگے۔ اور جو لوگ اسقدر فہم اور علم نہیں رکھتے۔ مگر خدا کے نزدیک ان پر بھی انکے فہم کے مطابق حجّت پوری ہو چکی ہے ان سے بھی رسولؐ کے انکار کا مواخذہ ہوگا۔ مگر بہ نسبت پہلے منکرین کے کم۔ بہرحال کسی کے کفر اور اُس پر اتمام حجت کے بارے میں فرد فرد کا حال دریافت کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ اس کا کام ہے جو عالم الغیب ہے۔ ہم اسقدر کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے نزدیک جس پر اتمام حجّت ہو چکا ہے اور خدا کے نزدیک جو منکر ٹھیر چکا ہے وہ مواخذہ کے لائق ہوگا۔“ (فقرہ ۶و۷)

	احکام عدم ایمان بر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	احکام عدم ایمان بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
	”اور کفر دو قسم پر ہے ...... دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا ...... اور اسمیں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک ...... دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجّت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔“ فقرہ ۹و۱۱	”اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام ہی سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسولؐ نہیں مانتا ..... اور اسمیں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر ..... کی نسبت اتمام حجّت ہو چکا ہے وہ قیامت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔“ (فقرہ ۹و۱۱)
(۲) عدم اتمام حجّت کی حالت میں انکار رسول کا حکم عند اللہ	”جس پر خدا کے نزدیک ..... دوسری قسم کفر کی نسبت ..... اتمام حجّت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو ..... وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔	”جس پر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر ..... کی نسبت اتمام حجّت ..... نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو ..... وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔
	ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اسکی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں۔“ (فقرہ ۱۱و۱۲)	ہاں ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ہم اس کی نسبت نجات کا حکم دیں۔ اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ ہمیں اس میں دخل نہیں۔“ (فقرہ ۱۱و۱۲)
(۳) انکار رسول کا حکم	”اور کفر دو قسم پر ہے .... دوسرے یہ کفر کہ	”اور کفر دو قسم پر ہے (اوّل) ایک یہ کفر کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

	احکام عدم ایمان بر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام	احکام عدم ایمان بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عند الشرع (خواہ بحالت اتمام حجت انکار یا بحالت عدم اتمام حجت)	"مثلاً وہ مسیح موعودؑ کو نہیں مانتا...... اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک ...... دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے ...... اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو ...... شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اسکا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔" (فقرہ ۱۱)	"ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا ...... اور اس میں شک نہیں کہ جس پر خدا کے نزدیک اوّل قسم کفر ...... کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے ...... اور جس پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذّب اور منکر ہے تو ...... شریعت نے (جس کی بناء ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اس کو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں۔" (فقرہ ۱۱)

مشترک حکم

"چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے اس لئے ہم منکر کو مومن نہیں کہہ سکتے ...... اور کافر منکر کو ہی کہتے ہیں۔ کیونکہ کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے۔" (فقرہ ع۸)

(۴) بکلّی بیخبر کا حکم عند اللہ	"ڈاکٹر عبد الحکیم خاں ...... میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا مَیں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑیگا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ مَیں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اسپر فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جسمیں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسا کہ اسکی عادت ہے یہ افتراء میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بداہت کوئی عقل اسکو قبول نہیں کر سکتی۔ جو شخص بکلّی نام سے بھی بیخبر ہے اس پر مواخذہ کیونکر ہو سکتا ہے۔" (فقرہ ۱و۲)	"جو اسلام سے محض بیخبر ہے اگر بیخبری میں مر جاوے جیسے نابالغ بچّے اور مجانین یا کسی ایسے ملک کے رہنے والے جہاں اسلام نہیں پہنچا وہ معذور ہیں۔" (فقرہ ۱۴) "جو لوگ رسولؐ کے وجود سے بالکل بیخبر ہے اور نہ انکو دعوت پہنچی ان کی نسبت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ انکے حالات کا علم خدا کو ہے۔ اس سے وہ وہ معاملہ کریگا جو اسکے رحم اور انصاف کا مقتضا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۹ حاشیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیخبر محض کا حکم عند الشرع

اس تفصیل سے ظاہر ہے کہ اس حوالہ کی رُو سے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے تمام مُنکرین عند الشریعت کافر ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے تمام منکرین عند الشریعت کافر ہیں۔ باقی رہا بکُلّی بیخبر لوگوں کا حکم عند الشرع سو اگرچہ بالتصریح اس حوالہ میں اس امر پر کوئی بحث نہیں کی گئی۔ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی دعوت سے بکُلّی بیخبر لوگوں کے متعلق اور نہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دعوت سے بکُلّی بیخبر لوگوں کے متعلق۔ مگر من وجہٍ ایسے لوگوں کا حکم عند الشرع بھی اس میں بیان کر دیا گیا ہے بلکہ بالبسط اس پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چنانچہ اولاً اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے انکار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے انکار کا حکم عند اللہ بھی ایک ہی ہے اور عند الشریعت بھی ایک ہی۔ اور پھر یہ بتایا گیا ہے کہ یہ حکم صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے انکار کا ہی نہیں بلکہ قاعدہ کُلّیہ کے طور پر ہر ایک رسول کے انکار کا یہی حکم ہے اور پھر یہ بتایا گیا ہے کہ کسی رسول کا انکار کرنا یا اسکے متعلق اتمام حُجّت کی بحث حقیقت میں اسلام کا انکار یا اسلام ہی کے متعلق عدم اتمام حُجّت کی بحث ہے جیسا کہ فقرہ ۱۲ سے ظاہر ہے اور فقرہ ۱۰ بھی اسی اصل پر مبنی ہے جس میں کفر کی دونوں قسموں کو متحد قرار دیا گیا ہے کیونکہ جو شخص اسلام کا مدّعی ہو کر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی رسالت پر ایمان رکھنے کا دعویٰ رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ کے کسی سچے رسول کا مُنکر ہو مثلاً حضرت مسیح موعودؑ کا یا حضرت عیسیٰؑ کا۔ تو ایسا شخص اپنے دعوئے اسلام میں غلطی خوردہ ہے یا عمداً لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے والا ہے اور اسکے بعد یہ بیان ہُوا ہے کہ جس شخص پر اسلام کی صداقت کے متعلق اتمام حُجّت نہیں ہُوا وہ بھی معنیً اسلام سے بیخبر ہی ہے۔ اور یہ کہ اگرچہ عدم اتمام حُجّت کی حالت میں انکار اور تکذیب پر عند اللہ حکم مواخذہ مرتب نہیں ہوتا بلکہ ایسا شخص ناقابل مواخذہ ہے مگر شریعت کے رُو سے اسکا بھی وہی حکم ہے جو باوجود اتمام حُجّت کے انکار کرنے والے شخص کا حکم ہے اور اس طرح سے اس بات کو واضح کر دیا گیا ہے کہ بکُلّی بیخبر شخص کا شرعاً وہی حکم ہے جو ایسے منکر شخص کا شرعاً حکم ہے جس پر اتمام حُجّت نہیں ہُوا اور یہ کہ دراصل زیر بحث سوال کی جڑ اور اصل یہ امر نہیں کہ دعوت پہنچی ہے یا نہیں بلکہ اصل بات جو اس حکم پر اثر انداز ہے وہ یہ ہے کہ اتمام حُجّت ہُوا ہے یا نہیں۔ کیونکہ دعوت خواہ پہنچ چکی ہو لیکن جس پر عند اللہ اتمام حُجّت نہ ہُوا ہو اس پر اسکے نہ ماننے کی بابت کوئی مواخذہ نہیں ہوگا۔ خواہ بظاہر وہ مکذّب اور مُنکر ہی کیوں نہ ہو۔ جیسا کہ فقرہ ۱۱ سے ظاہر ہے اور جس پر عند اللہ اتمام حُجّت ہو چکا ہو اور اس نے نہ مانا ہو اس پر یقیناً مواخذہ ہوگا خواہ وہ بظاہر مکذّب اور مُنکر نہ ہو۔ اور آخر میں اسکی مزید توضیح اس طرح سے کر دی گئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ضروری و مفید رسالے

تشحیذ الاذہان کے مکمل فائل سنہ ۱۹۱۴ء سے سنہ ۱۹۲۰ء تک — بیس روپے ۲۰

معارف القرآن۔ ۱۱ پارہ کے نوٹ از درس حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ — ۸/

براہین العقائد۔ اصول اسلام کے دلائل از قرآن مجید۔ — ۸/

الاستخلاف۔ ردّ شیعہ از آیات قرآنی۔ — ۴/

کمالات احمدیہ (بجواب شہادات مرزا ثناء اللہ امرتسری) — ۶/

مقصد مذہب۔ یہ مضمون مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا تھا — ۳/

التشریح الصحیح۔ حدیث نزول المسیح کی شرح نوشتہ علامہ شمس — ۶/

مباحثہ سرگودہ۔ مباحثہ مابین مولانا سید محمد اسحٰق صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب — ۶/

پیغام حق۔ ایک نہایت مؤثر تبلیغی رسالہ — نصف قیمت ۲/

مجمع البحرین (اردو) حضرت خلیفۃ المسیح کے مضامین جو لنڈن میں پڑھے گئے — ۴/

اسلامی قادر مطلق خدا اور آرین سروشکتیمان } یہ مولوی عمر الدین صاحب شملوی کا معرکۃ الآراء مضمون ہے — ۳/

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۱/	شیعہ سوراج اور اسکے واقعات قابل اندراج	۱/
اسلام کی اندرونی تصویر	۱/	چند کارآمد حوالے ع ۱ ع ۲ (نوشتہ فاضل جالندھری)	۱/
مسیح موعودؑ اور اُمّت محمدیہ (رسالہ تائید اسلام کا جواب)	۱/	کفّارہ (حضرت مفتی محمد صادق صاحب)	۱/
بطلان مسئلہ قدامت روح و مادہ دلائل نقلیہ و عقلیہ	۱/	انجمن تائید اسلام کے رسالہ کا جواب	۱/
ذبیحہ گائے اور ہندوؤں کے وید شاستر	۱/	عالمگیر مذہب (پنج معیار)	۱/
آریہ سماجی اور گاندھی جی	۱/		

نقشہ اُجرت اشتہارات

ریویو آف ریلیجنز اردو کئی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اس کے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہارات دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔

ضمیمہ ۲ صفحہ ۱۲ار سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا اور اُجرت حسب ذیل ہے:۔

	ایک صفحہ	نصف صفحہ
سالانہ	۴۰ روپے	۲۳ روپے
ششماہ	۲۳ "	۱۲ "
تین ماہ	۱۲ "	۷ "

فی اشاعت ایک صفحہ ۴ چار روپے۔ نصف صفحہ ۲ روپے۔ فی سطر ۴/

منیجر ریویو اردو قادیان

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان دارالامان ضلع گورداسپور پنجاب سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دمہ کی دوا

ایک ہی خوراک میں دمہ کو دباتی ہے

پینتالیس سال کی اس آزمودہ دوا نے اس مسئلہ کو بھی لغو ثابت کر دیا ہے کہ "دمہ دم کے ساتھ جاتا ہے" کیسا ہی شدت کا دورہ کیوں نہ ہو صرف دو تین خوراک کے پینے ہی سے دب جاتا ہے اور مریض کو آرام ملتا ہے۔ کچھ عرصہ کے متواتر استعمال سے جڑ سے دفع ہو جاتا ہے اور دوران استعمال دوائیں دوبارہ دورہ ہونے کا خوف نہیں رہتا۔

قیمت فی شیشی عہ/ ایک روپیہ چھ آنہ محصولڈاک چھ آنہ ۶/

کف و کھانسی کی دوا

پیتے ہی

کھانسی کو دباتی و کف کو پتلا کرتی ہے

کھانسی بھی ایک مہلک مرض ہے اگر شروعات میں معقول علاج نہ کیا جائے تو رفتہ رفتہ یہ دق و دمہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ پینتالیس سال سے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے فوری اثر کا جوہر دکھا رہی ہے۔ ہر سال صدہا مریض اس مہلک مرض سے صحت پا رہے ہیں۔ تین چار خوراک کے پینے ہی سے کف پتلا ہو کر نکل جاتا ہے اور کھانسی کو آرام ہو جاتا ہے۔ ہر عیالدار کو ایک شیشی رکھنا لازمی ہے۔

قیمت | قیمت

کلاں شیشی ایک روپیہ چار آنہ عہ/ - خورد شیشی گیارہ آنہ ۱۱/

محصولڈاک ۸/ | محصولڈاک ۶/

ڈاکٹر ایس کے برمن (صیغہ ۱۱۷) پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ